عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

جمادی الاول ۱۴۲۶ھ
جون/جولائی 2005ء

شمارہ ۵ .... جلد ۳۹/۹

قرآن مجید کی بے حرمتی اور مسلم امہ کا احتجاج

تکمیل دین کی خوشخبری .... احسان عظیم

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی کیوں؟

مناظرہ چنگا بنگیال کی رپورٹ

www.khatm-e-nubuwwat.com

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۵ .... جلد ۳۹/۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرۃ مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود
ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل ماجد
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

قرآن مجید کی بے حرمتی	صاحبزادہ طارق محمود	3

مقالات ومضامین!

تکمیل دین	صاحبزادہ طارق محمود	7
عذاب قبر کے واقعات	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	14
حجاب......نیکیوں کا لباس	مولوی محمد انس	18
اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب	خطاب مولانا فضل الرحمٰن	20

ردقادیانیت!

مناظرہ چنگا بنگیال کی رپورٹ	مولانا اللہ وسایا	26
افریقی ملک گنی بساؤ میں قادیانیوں پر پابندی	مولانا زاہد الراشدی	38
اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی کیوں	حامد میر	41
سچا نبی اور جھوٹا مدعی نبوت......سیرت اور صورت کے تناظر میں	ناصر محمود	43

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	48

اعتذار

ماہ ربیع الاول کے شمارہ میں جماعتی سرگرمیوں کی رپورٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ بلوچستان کے دیگر شہروں کی جماعتی سرگرمیاں' پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے سلسلہ میں احتجاجی مظاہروں کی رپورٹوں کی بجائے موسم کی خرابی کی خبر شائع ہوگئی تھی۔ جبکہ ایسا نہ تھا۔ بلکہ مجلس کوئٹہ بلوچستان نے بڑھ چڑھ کر احتجاج میں حصہ لیا۔ ادارہ لولاک اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

قرآن مجید کی بے حرمتی!

گوانتاناموبے میں قرآن مجید کی ہونے والی مبینہ بے حرمتی کے خلاف 27 مئی بروز جمعۃ المبارک کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ بڑے بڑے شہروں میں احتجاجی جلوس نکالے گئے اور قرآن مجید کے حوالے سے ہونے والی بے حرمتی کے خلاف شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ ادھر صدر مملکت پرویز مشرف نے بھی امریکی وزیر خارجہ کرسٹینا روکا سے مطالبہ کیا ہے کہ واقعہ کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ ایسے واقعات سے امریکہ کے خلاف نفرت بڑھنے کا احتمال ہے۔ امریکی وزیر خارجہ نے یقین دہانی کروائی ہے کہ امریکی حکومت اس واقعہ کی تحقیقات کروا رہی ہے۔ واقعہ میں ملوث افراد کے خلاف موثر کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

گوانتاناموبے میں قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات کا ذکر امریکی رسالہ ''نیوزویک'' نے اپنی ایک رپورٹ مین کیا۔ اس انکشاف کے بعد پورے عالم اسلام میں اضطراب اور غم وغصہ کی لہر کا پیدا ہونا ایک فطری عمل تھا۔ نیوزویک کی رپورٹ کے منظر عام پر آنے کے بعد بعض امریکی و برطانوی اخبارات نے بھی ایسے افسوس ناک واقعات کی تصدیق کردی۔ قیدیوں کے مذہبی جذبات اور قرآن مجید کے حوالہ سے اس امر کی مزید تصدیق ریڈکراس حکام کی کاروائی سے بھی ہوتی ہے جنہوں نے ایسے دلخراش واقعات سے امریکی حکام بالا کو بارہا آگاہ کیا تھا۔ گوانتاناموبے کی قید سے رہائی پاکر واپس آنے والے پاکستانی' افغانی قیدیوں نے قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات کا انکشاف نجی محفلوں میں کیا۔ بعد ازاں ان کی صدائے بازگشت ہمارے اخبارات میں بھی سنائی دی گئی۔ ان قیدیوں نے بتایا کہ گزشتہ تین برسوں سے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور قرآن مجید کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے۔ ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق 2002ء' 2003ء میں مسلمان قیدیوں نے ایسے افسوس ناک واقعات کے خلاف نہ صرف احتجاجی بھوک ہڑتال کی۔ بلکہ اجتماعی خودکشی کی دھمکی بھی دی۔ اس حوالے سے تحقیقات کے لئے امریکی حکومت نے جوتاسک فورس قائم کی تھی اس کے سربراہ نے بھی اس امر کا اعتراف کیا کہ کم ازکم پانچ مرتبہ قرآن مجید کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا گیا۔

امریکی حکام نے ایسے واقعات کے سدباب کے لئے یقین دہانی کروائی تھی۔ لیکن طاقت وقوت کا بے محابا نشہ گوانتاناموبے کے ناخداؤں کو خرمستیوں سے روک نہ سکا۔ امریکی رسالہ نیوزویک کی رپورٹ نے جب ایسے

واقعات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو پھر عالم اسلام کے مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ قرآن مجید سے عقیدت اور وارفتگی مسلمانوں کا ایمان ہے۔ چنانچہ بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور بالخصوص افغانستان کے مسلمانوں نے عملی طور پر وسیع پیمانے پر احتجاج کیا اور بھرپور مظاہرے کر کے امریکی حکومت کو متنبہ کیا کہ مسلمان شعائر اللہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کا مطالبہ بجا ہے کہ امریکی صدر دنیا بھر کے مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح کرنے پر نہ صرف اہانت قرآن کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کریں۔ بلکہ وہ مسلمانوں سے معافی بھی مانگیں۔ اگر مختلف مسلم ممالک میں احتجاجی مظاہرے نہ ہوتے تو امریکی کانگریس، امریکی حکومت اور عوام کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی، امریکی حکومت کو مسلمانوں کے رد عمل کا علم نہ تھا۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور تنظیموں نے براہ راست امریکی حکومت کو اپنے جذبات سے آگاہ کیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ امریکی حکومت نے اب تک مسلمانوں کی اشک شوئی کے سوا عملاً کچھ نہیں کیا۔ امریکی حکومت کے اخلاص کا اندازہ تو اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ نیوز ویک کی رپورٹ منظر عام پر آنے کے بعد متعلقہ جریدہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس رپورٹ کو غلط اور بے بنیاد قرار دے دے۔ چنانچہ نیوز ویک کے اگلے شمارہ میں چھپنے والے معذرت خواہانہ نوٹ نے بھانڈہ پھوڑ دیا کہ امریکی رسالہ مختلف امریکی اداروں کے دباؤ کا شکار ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی شعائر کے حوالہ سے امریکی جمہوریت پسندی اور آزادی رائے کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

امریکی حکومت کی اسلام اور قرآن دشمنی کا آغاز نائن الیون کے واقعہ کے بعد شروع ہو گیا تھا۔ امریکی صدر بش نے کروسیڈ کی اصطلاح استعمال کر کے اسلام دشمنی کی بنیاد رکھی تھی۔ چنانچہ نائن الیون کے بعد مسلسل اسلام کو دہشت گردی کا مذہب اور قرآن مجید کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کی تعلیمات قرار دینے والی کتاب قرار دے کر مسلمانوں کے دینی مذہبی جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی جہادی آیات اور یہود کی تکذیب سے متعلق آیات کو ہمارے نصاب سے خارج کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کے نصاب تعلیم کے حوالے سے اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ آغا خاں بورڈ کا قیام اور اس کے مقاصد کا پس منظر کیا ہے؟۔ سابق وزیر خارجہ کولن پاؤل اور موجودہ وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس کا اعتراف پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ مسلم ممالک کے نصاب تعلیم کی تبدیلی کے لئے فنڈز بھی دیئے جا رہے ہیں۔ اس سے امریکی عزائم کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امریکہ سعودی عرب کے نصاب تعلیم کو بھی تبدیل کرنے میں گہری دلچسپی رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مسلم ممالک کے نصاب تعلیم سے قرآنی تعلیمات کو نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کا نصاب تعلیم اور دینی تعلیمات کو من مرضی کے تحت مرتب کرنے اور لاگو کرنے کی مذموم کوششیں پس پردہ جاری ہیں۔ حال میں قرآن بورڈ کے خوشنما اقدام اور مخصوص شدہ فنڈز بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی محسوس ہوتے ہیں۔

اسلام کو دہشت پسند مذہب اور قرآن مجید سے بے زار کرنے والا مکروہ پراپیگنڈہ ایک منظم منصوبہ کے تحت پھیلایا جارہا ہے۔ مختلف ممالک میں تحریف قرآن کی منظم سازش بھی مسلمانوں کے لئے تشویش کا باعث ہے۔ حال ہی میں کویت میں قرآن مجید کی آیات کو توڑ موڑ کر پیش کرنے کی جسارت کی گئی۔ ٹرو فرقان کتاب کا نام اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ تحریف قرآن کی سازش میں پس پردہ قادیانی جماعت کا ہاتھ ہے۔ ٹرو فرقانی ہو یا فرقان مدرس یہ قادیانی اصطلاحین ہیں۔ تحریف قرآن اور آیات قرآنی کے مطالبہ اور مفہوم کو بدلنے کا واضح مقصد یہی ہے کہ انگریزی پڑھنے والی نئی نسل کو اسلام سے برگشتہ اور قرآن سے بدظن کیا جاسکے۔ بین الاقوامی سطح پر کفر کے مقابل قرآن مجید کا کوئی توڑ موجود نہیں۔ قرآن مسلمانوں کی الہامی ازلی ابدی کتاب ہے۔ جس کی تعلیمات اور ہدایت میں مسلمانوں کی دینی و دنیوی کامیابیوں کا راز مضمر ہے۔ عالمی کفر مسلمانوں سے خائف نہیں۔ البتہ وہ قرآنی تعلیمات اور احکامات کو اپنی راہ کا روڑہ سمجھتا ہے۔ قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اہل ایمان کو جہاد کا حکم اور کفر کے مقابلے میں اتحاد و اتفاق کی سیسہ پلائی دیوار بننے کی ترغیب دیتا ہے۔ عالم اسلام کے مسلمانوں نے قرآن مجید کی بے حرمتی پر جس اضطراب' بے چینی اور غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ افسوس کہ عالم اسلام کے حکمرانوں نے حکومتی سطح پر کوئی احتجاج ریکارڈ نہیں کروایا۔ مبادا عالمی ناخدا ناراض نہ ہو جائے۔ مسلمان حکومتوں کی وفاداری کا یہ عالم قابل افسوس ہے کہ وہ قرآن کی عظمت اور اسلام کی رفعت کے بمقابل بڑی سرکار کی ناراضگی مول لینے کے لئے تیار نہیں۔ ایک حقیقت واضح ہو کر سامنے آچکی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے جذبات یکساں ہیں۔ وہ اسلام اور قرآن مجید کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ البتہ عالم اسلام کے حکمران جذبہ دینی سے غافل اور سرد مہر ہیں۔

اہل پاکستان یہ توقع نہ رکھیں کہ امریکی صدر اہانت قرآن پر کوئی اہم قدم اٹھائیں گے۔ قرآن مجید کی توہین کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کریں گے اور اپنا وقار بحال کرنے میں کردار ادا کریں گے۔ ان کے مقاصد مخصوص ہیں اور عزائم طے شدہ۔ طاقت اور قوت جو حکمت سے بے بہرہ ہو اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی۔ مسلمان اس زعم کی بجائے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ مسلمانوں کا وسیع تر اتحاد' باہمی اخوت اور دینی غیرت اور قرآن مجید کی حکمت انہیں ناقابل تسخیر بنا سکتی ہے۔

سانحہ بری امام

27 مئی بروز جمعۃ المبارک کو پورے ملک میں قرآن مجید کی بے حرمتی کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا۔ ٹھیک اسی دن اسلام آباد کے نزدیک روحانی بزرگ حضرت عبداللطیفؒ بری امام کے مزار کے احاطہ میں سالانہ عرس کے موقع پر منعقدہ تقریب میں بم دھماکہ کے نتیجہ میں 25 افراد جاں بحق اور 100 سے زائد زخمی ہوگئے۔ عین دھماکہ کے وقت امریکہ میں مبینہ طور پر ہونے والے قرآن مجید کے بے حرمتی کے واقعہ کی مذمت کی جارہی تھی۔ بم

دھماکہ کے بعد مظاہرین اور پولیس کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں کئی افراد زخمی ہوگئے۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ واقعہ کے فوری بعد سرکاری طور پر اسے خودکش حملہ قرار دیا گیا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق نے دھماکہ کو بیرونی ہاتھ کی کارستانی قرار دیا۔ متحدہ مجلس عمل کے رہنما قاضی حسین احمد نے الزام لگایا کہ یہ دھماکہ حکومت نے خود کرایا۔ شیعہ رہنماؤں نے اس دھماکہ کو ایک گہری سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ شیعہ سنی جھگڑا نہیں۔ بلکہ دونوں فرقوں کو لڑانے کی سازش ہے۔

معروف روحانی بزرگ حضرت عبداللطیف ؒ بری امام کے عرس کے موقع پر ہونے والا بم دھماکہ دہشت گردی اور تخریب کاری کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حالیہ واقعہ کا قابل غور پہلو یہ ہے کہ بم دھماکہ ٹھیک اسی دن اور اسی وقت کیا گیا جب پورے ملک کی طرح بری امام کی درگاہ میں بھی قرآن مجید کی بے حرمتی پر شدید احتجاج کیا جارہا تھا اور اس دلخراش واقعہ کی مذمت کی جارہی تھی۔ حالیہ بم دھماکہ اس لحاظ سے خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ پاکستان میں پہلی دفعہ کسی روحانی درگاہ کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے جو باعث تشویش بھی ہے اور قابل مذمت بھی۔ اس میں شک نہیں کہ وطن عزیز میں ایک طویل مدت سے بم دھماکوں کے ذریعہ خوف و ہراس پھیلا کر ملک کو سیاسی اور اقتصادی طور پر غیر مستحکم کیا جارہا ہے۔ حکومت دہشت گردی اور تخریب کاری کے واقعات کو کنٹرول کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہی ہے۔ تمام تر حکومتی وسائل اور بلند تر دعوؤں کے باوجود دہشت گردی میں ملوث ملزمان کو پکڑنے اور انہیں ان کے منطقی انجام تک پہنچانے میں حکومت کامیاب نہیں ہوسکی۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ دہشت گردی کے حالیہ اور سابقہ واقعات کا تعلق فرقہ واریت سے نہیں اور نہ ہی یہ شیعہ سنی مسئلہ ہے۔ امام بارگاہوں اور مخصوص مساجد کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کا مقصد محض دونوں فرقوں میں کشیدگی کو ہوا دینا اور دونوں فرقوں کے درمیان حائل شدہ خلیج کو مستقل طور پر وسیع کرنا ہے۔ حالیہ واقعہ کے بعد شیعہ رہنماؤں نے بھی اسے شیعہ سنی مسئلہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسے اسلام پاکستان اور قرآن کے خلاف ایک گہری سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ حالیہ واقعہ کے رونما ہونے کے فوراً بعد حکومتی سطح پر بلا تحقیقات اسے خودکش حملہ قرار دیا گیا۔ اس کے بعد کراچی میں دہشت گردی کے واقعہ کو خودکش حملہ قرار دیا گیا۔ خودکش حملوں کے بارے میں حکومت بعض علماء سے فتویٰ بھی حاصل کرچکی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی بیرونی اشارے پر خودکش حملوں کو بدنام کیا جارہا ہے اور عوام کو یہ باور کروایا جارہا ہے کہ اسلام میں خودکش حملوں کا کوئی تصور نہیں اور یہ کہ خودکش حملے حرام ہیں۔ حکومت کو واقعہ سے متعلق سائنسی بنیادوں پر تحقیقات کے بعد اعلان کرنا چاہئے تھا۔ دہشت گردی کا واقعہ خاصا دلخراش اور افسوسناک ہے۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا کو برقرار رکھا جائے۔ تاکہ پس پردہ دشمن اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔

صاحبزادہ طارق محمود

تکمیل دین!

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ ''ترجمہ:...... ''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔''

احسان عظیم

اگر ہم روزمرہ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے لطف اٹھاتے ہیں۔ ہزاروں نعمتیں دینے والے مالک کائنات نے کبھی ان نعمتوں کا احسان نہیں جتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی نعمت کا احسان جتلایا ہے تو وہ نعمت فخر انسانیت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''لقدمن اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم ۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶٤ ''ترجمہ:...... ''اللہ نے مومنین پر احسان کیا جب ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔''

اعزاز نبوت

اس آیت کی روشنی میں رسول اور فرائض رسول پر روشنی ڈالی جائے گی۔ تاکہ اصل موضوع کی راہ ہموار ہو سکے۔ پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لیں کہ نبی یا رسول ایک بشر ہوتا ہے۔ جیسے عام انسانوں پر اسے فوقیت اور برتری حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے منصب نبوت کے لئے چن لیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو ان کے غیر معمولی مشن کے پیش نظر' ملائکہ' جنوں یا کسی اور مخصوص مقدس مخلوق سے کیوں پیدا نہیں کرتا؟۔ نبیوں کو نسل بنی آدم سے پیدا کرنے میں یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ وہ جنس انسانی کی نفسیات کے مطابق دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات بنانے میں یہی حکمت کارفرما تھی کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں نے بھی اسی مخلوق سے پیدا ہونا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں بھی انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ان کے انسان ہونے کو ایک اعزاز قرار دیا ہے۔

جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا گھر تعمیر کر کے دعا فرمائی کہ:

''ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم ۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۲۹ ''ترجمہ:...... ''اے ہمارے رب ان میں رسول بھیج جو انہی میں سے ہو۔''

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:''یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ۰ سورۃ اعراف آیت نمبر ۳۵ ''ترجمہ:......''اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا شرف وکمال یہ تھا کہ وہ بنی نوع انسان میں سے تھے۔ لیکن ان کے انسان ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ عام انسانوں جیسے تھے۔ یا عام انسان ان جیسے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا ہے کہ:''انبیاء نوع دیگر اند وما نوع دیگر'' نبی اور نوع کے ہوتے ہیں اور عام انسان اور نوع کے ہوتے ہیں۔

منصب نبوت

پس ثابت ہوا کہ عام انسانوں اور خدا کے پیغمبروں میں بڑا فرق ہے۔ رسول ریاضت وعبادت سے نہیں بنتے۔ بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے منصب رسالت پر فائز ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنی ذاتی کوشش، محنت اور جدوجہد سے کسی دوسرے شخص کی خداداد صلاحیتوں، خوبیوں، محاسن اور کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا تو وہ اپنی ذاتی جدوجہد سے رسالت کا عہدہ کیونکر حاصل کر سکتا ہے؟۔ منصب نبوت کسی دریا کو عبور کرنے کا نام نہیں۔ کسی پہاڑ کی چوٹی کو سر کرنے کا نام نہیں۔ نبوت ورسالت کسب واکتساب کا ثمرہ نہیں۔ بلکہ وہ انعام خداوندی کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں بھائی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت عطا ہوا۔ جبکہ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں علم نہ تھا کہ وہ بھی اللہ کے نبی مقرر ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی معاونت اور مدد کے لئے اللہ رب العزت سے استدعا کی کہ:

''واجعل لی وزیراً من اہلی ۰ ہارون اخی اشدد بہ ازری ۰ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۱''

ترجمہ:......''میرے بھائی کو میرے گھرانے سے میرا وزیر بنادے۔ اور ان کے ذریعہ میری کمر مضبوط کر۔''

اگر نبوت اکتسابی ہوتی تو یہاں سفارش کے موقع پر حضرت ہارون علیہ السلام کے اوصاف، محاسن وکمالات کا ذکر ہوتا جو نبوت کا سبب بن سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کو شرف پذیرائی بخشی گئی۔ کیونکہ انہیں منصب نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ پہلے ہی منتخب کر چکے تھے۔

فریضہ انبیائے کرام علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے بھٹکی ہوئی انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جنہیں وہ لوگوں کی اصلاح وفلاح کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ ہر دور میں انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری رہا جو اللہ تعالیٰ کا مقدس پیغام کائنات انسانی تک پہنچاتے رہے۔ یہ پیغام اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ تھا۔ بعض نبیوں پر صحیفے اتارے گئے۔ بعض پر کتابیں نازل

ہوئیں۔ پیغمبروں کی دو قسمیں ہیں۔

کچھ نبی تھے اور کچھ رسول۔ اسلامی اصطلاح میں رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جو صاحب شریعت ہو۔ یہ بھی کچھ انسانوں کی رہنمائی کے لئے تھا۔ ایک نبی کے بعد جب دوسرا نبی آتا تو پہلے نبی کا پیغام منسوخ ہو جاتا۔ اس کی شریعت کالعدم قرار پاجاتی۔ اس کی نبوت ورسالت کا سکہ ختم ہو جاتا۔ جب لوگ تعلیمات خداوندی کو بگاڑ دیتے یا اپنی طرف سے اس میں ترمیم واضافہ کردیتے تو اللہ تعالیٰ گمراہوں کی ہدایت کے لئے نیا نبی بھیج دیتے جو خدا تعالیٰ کے پیغام اوراس کے احکامات اوراس کی شریعت کی تجدید کرتا۔

آخری پیغام

جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ سلسلہ جاری رہا۔ سرکار دو جہاں ﷺ خدا تعالیٰ کے آخری رسول بن کر دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنے محبوب ﷺ کو وہ سب کچھ عطا فرمادیا جو اس کے دامن قدرت میں تھا۔ لہذا آپ ﷺ پر آنے والا پیغام آخری پیغام تھا۔ اسی کا نام اسلام ہے۔ قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے جتنے دین کی ضرورت تھی وہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔ دین وشریعت کے احکامات آتے رہے جب دین مکمل ہوگیا اور بھیجے جانے کے لئے کوئی حکم یا پیغام باقی نہ بچا تو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی کہ محبوب آپ ﷺ کا دین ہر لحاظ سے مکمل کردیا گیا ہے۔

تکمیل دین

مذکورہ بالا آیت فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع یعنی حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری حج کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے تقریباً 18 دن بعد سرکار دوعالم ﷺ کا اس دنیا سے وصال ہوگیا۔ روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ آپ کے قرآن مجید کی ایک آیت ایسی اہم ہے کہ اگر وہ ہمارے لئے نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کی خوشی میں عید منایا کرتے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ آیت ہے:

’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۰ مائدہ:۳‘‘

سیدنا فاروق اعظمؓ نے کہا کہ ہمیں عید منانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تکمیل دین کی خوشخبری عید ہی کے روز نازل ہوئی۔ جس دن جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جمعہ کے دن عرفہ تھا۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کی اونٹنی کی یہ حالت تھی کہ وحی کے بار گراں سے نہ صرف زمین پر بیٹھ گئی بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا گویا اس کے جسم کے سارے اعضاء ٹوٹ جائیں گے۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے نزول آیت کے بعد تکمیل دین کی خوشخبری سنائی تو صحابہ کرامؓ خوشی کے عالم میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر مبارک بادیں دینے

لگے۔ روایت ہے کہ اسی مجمع میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک کونے میں بیٹھ کر رو رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا نے رفیق رسول ﷺ کیا آپ کو اپنے تکمیل دین کے اعلان سے خوشی نہیں ہوئی؟۔ فرمایا خوشی تو ہوئی ہے۔ لیکن دین کے کامل ہونے کے ساتھ اب رحمت دو عالم ﷺ کی جدائی کا وقت بھی آ گیا ہے۔

قرآنی استدلال

مذکورہ بالا آیت میں مسئلہ ختم نبوت کا ایک پہلو موجود ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کا پہلا استدلال تکمیل دین ہے۔ اگر دیکھا جائے تو تکمیل دین ہی ختم نبوت کا دوسرا نام ہے۔ قرآن مجید کی شہرہ آفاق آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دین کی تین فضیلتیں بیان فرمائی ہیں:

”الیوم اکملت لکم دینکم“ ترجمہ:......”آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا گیا۔“

”واتممت علیکم نعمتی“ ترجمہ:......”اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی گئی۔“

”ورضیت لکم الاسلام دینا۔“ ترجمہ:......”تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا گیا۔“

پہلی فضیلت

اللہ رب العزت نے دین مبین کی پہلی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”آج کے دن تمہارا دین مکمل ہو گیا۔“ معلوم ہوا کہ دین پہلے مکمل نہ تھا۔ جیسے جیسے احکامات کی ضرورت ہوتی رہی آتے رہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ خدا تعالیٰ نے دین کے سارے احکامات دے کر اس کی سند بھی عطا فرما دی کہ میرے محبوب ﷺ قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی اور رہبری کے لئے رشد و ہدایت کا جتنا خزانہ موجود تھا وہ سارے کا سارا آپ ﷺ کو دے دیا۔ حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ”الیوم! (آج کے دن) کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہم نے آپ ﷺ کے دین کو کامل کر دیا۔ ثابت ہوا کہ پہلے دین مکمل نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے آجانے کے بعد آپ کے دور میں دین کی تکمیل ہوئی۔ اس تکمیل دین کو بیان کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے آیت میں لفظ ”اکملت“ بولا ہے۔ دیکھئے کامل وہ ہوتا ہے جو مکمل ہو۔ اکمل وہ ہوتا ہے جو کمال کو پہنچا ہوا ہو۔ جس میں مکمل ہونے کی گنجائش باقی نہ ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دین کو کامل و اکمل بنایا اسی طرح آپ ﷺ کی نبوت کو بھی کامل و اکمل بنایا۔

دوسری فضیلت

دوسری فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ: ”ہم نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔“ یعنی دین اسلام ہر لحاظ سے مکمل کیا گیا۔ دنیوی اور دینی دونوں اعتبار سے اسے غلبہ اور عروج حاصل ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے دنیوی لحاظ سے

مظلوم مسلمانوں کو ایسی قوت وشوکت عطا فرمائی کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کے لئے فتوحات کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھل گئے۔ مشرکین مکہ کی گردنیں اور نظریں حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے سامنے جھک گئیں۔ کفار کو بخوبی علم ہوگیا کہ اب ہادی برحق ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثاروں کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں۔ نبی ﷺ کے سچے دین کو غلبہ حاصل ہوا اور اس کی عظمت کی دھاک بیٹھ گئی۔ دینی لحاظ سے احکامات ومسائل کی وضاحت اور شریعت کی تشریح کر کے دین کو کامل بنادیا گیا۔ آقائے نامدار ﷺ دین کا عملی نمونہ تھے۔ جب دین کامل ہوا تو دین پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے کی راہیں بھی ہموار ہوگئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کو دینی اور دنیوی اعتبار سے قوت وشوکت سربلندی وسرفرازی بالادستی اور اقتدار نصیب ہوا۔ اس سے بڑھ کر اور انعام خداوندی کیا ہوسکتا تھا۔ پس اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نعمت تمام کردی۔

تیسری فضیلت

''ورضیت لکم الاسلام'' دین کا مطلب یہ ہے کہ تمام دینوں میں سے صرف حضور اقدس ﷺ کے دین کو پسند کیا گیا۔ چونکہ دین اسلام اللہ کے محبوب ﷺ کا دین ہے۔ لامحالہ یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اللہ تعالیٰ کی پسند نامکمل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس دین کے کامل واکمل ہونے میں شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ رب العزت نے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے حضرت آمنہؓ کے در یتیم ﷺ کے دین کا انتخاب فرمایا۔ اس دین اکمل کو نسل بنی آدم کے لئے پسند فرمایا اور اسے تمام دینوں پر فوقیت دی اور غلبہ عطا فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۰ سورۃ فتح آیت نمبر ۲۸ '' ترجمہ:...... ''وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور سچے دین کے ساتھ۔ تاکہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر۔''

حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا کمال کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کردیا۔ غلبہ اسی کا ہوتا ہے جس میں غالب آجانے کی خصوصیات اور خوبیاں موجود ہوں۔ غلبہ ہمیشہ اسی کا ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ لہٰذا سرور کائنات ﷺ کا دین ہر لحاظ سے برحق، مکمل، کامل، اکمل اور افضل ہے۔

مثال: تکمیل دین کے مسئلہ کو ایک چھوٹی سی مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین اسے جو کرتہ یا قمیض پہناتے ہیں وہ کچھ ہی عرصہ کے بعد تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ پھر نیا کرتہ پہنایا جاتا ہے۔ پہلا اس کے لئے بیکار ہوجاتا ہے۔ نیا کرتہ بھی سال کے بعد تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ جوں جوں بچے کا جسم بڑھتا ہے توں توں نیا لباس اور نیا کرتہ سلوانا پڑتا ہے۔ بچہ پانچ برس کا ہوگیا۔ پہلا کرتہ ختم۔ بچہ دس برس کا ہوگیا پہلے کرتے ختم۔ بچہ پندرہ برس کا ہوگیا۔ پہلے کرتے ختم۔ بچہ بیس برس کا ہوگیا۔ پہلے کرتے ختم۔ آخر بچہ پچیس برس کا جوان بن

گیا تو اب جو کرتہ بنوایا جائے گا وہ عمر کے بڑھنے میں کام آئے گا۔ کیونکہ جسم نے نشوونما کے جتنے مرحلے طے کرنے تھے کر لئے۔ ڈاکٹر صاحبان کی رائے بھی یہی ہے کہ انسانی جسم ایک خاص عمر تک بڑھتا ہے۔ پھر رک جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ جب انسانی جسم کی تکمیل ہوگئی تو اب کرتہ بقیہ زندگی میں کام آتا رہے گا۔ جب تک جسم مکمل نہ ہوا تھا کرتے تبدیل ہوتے رہے۔ جب جسم مکمل ہوگیا تو مزید نئے کرتے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ نبی آتے رہے۔ رشد وہدایت کا پیغام لاتے رہے۔ جب انسانوں کی رشد وہدایت کا کام مکمل ہوگیا۔ دین کی تکمیل ہوگئی تو اب کسی نئے پیغام کی ضرورت ہے نہ نئی شریعت کی اور نہ ہی کسی نئے دین کی ضرورت ہے۔

محل نبوت

میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ تکمیل دین کا نام ختم نبوت ہے۔ دین کے سارے احکامات حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوئے۔ ان احکامات کو ہادی برحق ﷺ نے خود سمجھا پھر دوسروں کو سمجھایا۔ وہی بات مستند ہو سکتی ہے جو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ آقائے نامدار ﷺ نے اپنی ختم نبوت کو اس قدر آسان اور عام فہم مثال سے سمجھایا کہ ایک ان پڑھ دیہاتی اور جنگل کا بدو بھی اسے با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا۔ اس میں ہر طرح سے زیب وزینت کی۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عظیم الشان مکان کی تعمیر دیکھ کر حیرانی کا اظہار کریں اور کہیں کہ اس جگہ بھی اینٹ رکھ دی جاتی۔ تاکہ تعمیر مکمل ہو جاتی۔ تاجدار ختم الرسل ﷺ نے فرمایا قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے بیت نبوت میں وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ لہٰذا نبوت کا مکان مکمل ہوگیا۔'' (بخاری شریف)

سبحان اللہ! آقا و مولا ﷺ نے کس عجیب انداز اور نرالے رنگ میں اپنی ختم نبوت کا مسئلہ سمجھایا۔ نبوت کا محل بھی آپ ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔ جب نبیوں کے سرتاج تشریف لے آئے تو یہ محل بھی مکمل ہوگیا۔ اب یہ محل حضور اکرم ﷺ کے نام منسوب ہے۔ اس پر تختی بھی آپ ﷺ کی لگی ہوئی ہے جس پر لکھا گیا ہے کہ:

''اناخاتم النبیین لا نبی بعدی'' ترجمہ:...... ''میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ختم نبوت باعث رحمت

انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ قوموں کے لئے باعث آزمائش رہا ہے۔ تمام نبیوں کی نبوتیں برحق تھیں۔ وہ اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندے اور رسول تھے۔ اس لئے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسلام کا بنیادی عقیدہ بھی یہی ہے کہ:

''آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ، '' ترجمہ:...... ''میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔''

تمام پیغمبر اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور منظور و مقبول نبی تھے۔ اگرچہ آج ان کی نبوت و رسالت' شریعت و پیغام موجود نہیں۔ لیکن ان پر ایمان لانا ہمارے دین کا حصہ ہے۔ جس طرح آج ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنی نبوتیں لے کر مبعوث ہوتے ان پر ایمان لانا ضروری تھا۔ گویا ہر رسول کے بعد دوسرے رسول کی آمد پر اس کا اقرار ایمان اور انکار کفر تھا۔ ہر نئے پیغمبر کی آمد کے موقع پر قوموں کی یہ ذہنی حالت ہوتی تھی کہ بعض تو اس نبی کی نبوت و رسالت کو مان لیتے اور بعض نہ مانتے۔ اقرار کرنے والے ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جاتے جبکہ انکار کرنے والے کفر کی ضلالت میں ڈوب جاتے۔ اصل و نقل کی پہچان' جھوٹے اور سچے کی تمیز انسانی فطرت کا خاصا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قومیں نئے نبی کی آمد پر ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتیں۔ وہ اپنے عقل وشعور کے مطابق دعویٰ نبوت کرنے والے کو دیکھتے۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ہر دائی نبوت کے سلسلہ میں قوم دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی۔ نئے نبیوں کی قوموں کے لئے آزمائش اور امتحان ثابت ہوتی۔ سچے نبی کی نبوت کے انکار سے کفر کا خطرہ لاحق رہتا اور ہر دور میں ایک طبقہ کفر و ضلالت' گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہو کر رہ جاتا تھا۔

اللہ رب العزت نے فضل و کرم فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بنا کر قیامت تک کے انسانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزمائش و امتحان سے بچالیا۔ فرمایا اب کسی کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ جھوٹے اور سچے کی تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ اصل اور نقل کی پہچان کی ضرورت ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اتنی بڑی رحمت کہ آپ ﷺ کے آجانے کے بعد کسی اور رحمت کی ضرورت نہیں اور ان کی نبوت کے بعد کسی نبوت و رسالت کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک چلے گی۔ لہٰذا اب جو آ گیا اسی کو مانتے رہو۔ اسی کی تابعداری کرتے رہو۔ اسی کی غلامی کو اپنا نصب العین بنالو۔ انہی کی آغوش رحمت میں رہو۔ انہی کی نبوت سے فیض دائمی حاصل کرتے رہو اور انہی کے ہو کر رہو جس نے تمہیں ایمان کی کڑی آزمائش سے بچالیا۔ اس لحاظ سے ختم نبوت باعث رحمت ہے جو اپنے دامن میں بے شمار رحمتوں' برکتوں اور نعمتوں کا خزانہ لئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کامل کا داعی بنائے اور عقیدہ ختم نبوت پر پختگی نصیب فرمائے۔ آمین!

اللہ نہ کرے کہ آپ کبھی بیمار ہوں، پھر بھی اگر کبھی بیماری لاحق ہو جائے تو علاج کیلئے ضلع راولپنڈی کے رجسٹرڈ، معمر تجربہ کار طبیب

حکیم قاری محمد یونس ایم۔اے (پنجاب)

فاضل طب والجراحت

کے دست فیض بخش سے فائدہ اٹھائیں۔ یاد رکھیں کوئی مرض لاعلاج نہیں

دواخانہ تحفظ ختم نبوت O/56.J.K سنز بلڈنگ (وقف ۱۹۸۲ء برائے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

سرکلر روڈ راولپنڈی فون 5551675 اوقات ملاقات: صبح 9 تا رات 9 بجے بروز جمعۃ المبارک: بعد نماز عصر تا رات 9 بجے

امام جلال الدین سیوطیؒ

عذاب قبر کے واقعات احادیث مبارکہ کی روشنی میں!

۞...... بخاری اور بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کبھی کبھار اپنے صحابہ سے دریافت فرماتے کہ کیا تم میں ۔ ہے کسی نے آج خواب دیکھا ہے تو ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ وہ مجھ کو ایک مقدس مقام میں لے آئے اور ہم نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اٹھائے ہوئے ہے اور پے در پے پتھروں سے اس کے سر کو کچل رہا ہے۔ سر ہر مرتبہ کچلنے کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے کہا کہ سبحان اللہ! یہ کون ہے؟۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ چنانچہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل سو رہا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لئے ہوئے اس پر کھڑا تھا اور وہ اس کی باچھیں ایک طرف سے پکڑ کر اس کی گدی کی طرف کھینچتا تھا اور اس کے نتھنے اور آنکھیں بھی گدی کی طرف اور پھر دوسری جانب سے بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ ابھی ایک جانب سے وہ اپنا کام مکمل کر پاتا تھا کہ دوسری طرف ٹھیک ہو جاتی تھی۔ پھر وہ اسی کام میں لگ جاتا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک تنور پر بیٹھے جس میں سے شور و غوغا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورت ننگے تھے۔ نیچے سے ان کی طرف شعلے لپکتے تھے۔ جب شعلے ان کی جانب بڑھتے تھے تو وہ شور کرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک نہر پر پہنچے جو سرخ خون تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک آدمی بہت سے پتھر لئے ہوئے کھڑا تھا۔ یہ تیرنے والا شخص اس کنارے والے شخص کے سامنے آ کر منہ پھاڑتا تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا تھا۔ پھر وہ کچھ دیر تیر کر واپس آتا تھا اور منہ کھولتا تھا اور یہ پھر اس کے منہ میں پتھر رکھ دیتا تھا اور یہ سلسلہ برابر جاری تھا۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ پھر ہم آگے چل کر ایک بدشکل آدمی کے پاس پہنچے۔ اس کے پاس آگ تھی اور وہ اس کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا اور باغ میں ایک شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا اور اس کے پاس کچھ بچے بھی تھے جن کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ تو ہم ایک بہت وسیع باغ میں پہنچ گئے اس سے بڑا باغ میں نے آج تک کبھی نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چلئے۔ ہم اس کے اندر داخل ہو کر ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے اور

چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھلوایا۔ جب اندر داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ کچھ عجیب ہی تھے۔ ان کا کچھ جسم تو خوبصورت تھا اور کچھ بد تھا۔ ان دو فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں داخل ہو جاؤ۔ سامنے ایک نہر تھی جس کا پانی دودھ کی مانند سفید تھا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ جب واپس آئے تو ان کی بدصورتی خوبصورتی میں بدل چکی تھی۔ وہ فرشتے کہنے لگے کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک سفید محل بادل کی طرح تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ بارک اللہ لکما۔ اب مجھ کو چھوڑ دو تا کہ میں اپنے محل میں چلا جاؤں۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ داخل تو ہوں گے لیکن ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تمام چیزیں جو رات دیکھی تھیں ان کو تفصیل سے بیان کرو۔

انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جو آپ نے دیکھا تھا وہ تھا جس نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جایا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا اور دوسرا شخص جھوٹا تھا اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوتا رہے گا اور ننگے مرد اور عورتیں زانی مرد اور زانیہ عورتیں تھیں اور نہر میں تیرنے والا سود خور تھا اور وہ آگ کے پاس گھومنے والا شخص مالک ہے جو جہنم پر مقرر ہے اور باغ میں کھڑا ہونے والا دراز قد شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس کھڑے ہونے والے بچے وہ ہیں جو بچپن میں وفات پا گئے اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت تھے اور آدھے بدصورت تھے وہ اچھے برے دونوں کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میرے ساتھ میکائیل ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!

✿ ...... خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں نے کچھ ایسے اشخاص دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟۔ تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے جو ان کے لئے جائز نہ تھیں۔ نیز میں نے ایک گڑھا دیکھا جس میں شور و غوغا برپا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء سے زینت حاصل کرتی تھیں اور کچھ لوگ ایسے دیکھے جو آب حیات میں غسل کر رہے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دنیا میں اچھے اور برے دونوں قسم کے عمل کرتے تھے۔''

✿ ...... بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث اسراء میں ارشاد فرمایا کہ پھر میں ایسے مقام سے گزرا جہاں کچھ خوان رکھے تھے جن میں بہترین گوشت تھا۔ لیکن اس کے قریب کوئی نہ جاتا تھا اور سامنے ہی دوسرے خوانوں میں کچھ بوسیدہ گوشت رکھا ہوا تھا۔ جس کو بہت سے لوگ

کھا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف آتے ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑے کی مانند بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فوراً گر پڑتا اور کہتا کہ اے میرے رب! قیامت قائم نہ کر۔ یہ لوگ قوم فرعون کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ جب کوئی قوم گزرتی ہے تو ان کو روندڈالتی ہے۔ وہ بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کررہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ وہ کہنے لگے کہ یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اونٹوں کے سے ہونٹ والے ہیں۔ وہ اپنے منہ کھول کر آگ کھا رہے ہیں۔ پھر وہ آگ ان کے نیچے سے نکل رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ کہا کہ یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ پھر کچھ آگے چل کر دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے پستان لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ وہ کہنے لگے کہ زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں آگے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کے پہلوؤں پر سے گوشت کاٹا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ: ''یہ اسی طرح کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا۔'' میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ غیبت اور عیب جوئی کرنے والے ہیں۔

۞...... ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ وہ کہنے لگے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بوجھل ہوتے تھے۔ پھر میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے آگے اور پیچھے شرم گاہ پر کچھ چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور وہ زقوم اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے ہیں جیسے اونٹ یا گائے بیل چرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صدقات ادا نہیں کرتے تھے۔ پھر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس ایک ہانڈی میں کچھ پکا ہوا گوشت تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا گوشت تھا تو انہوں نے پکا ہوا گوشت چھوڑ دیا اور کچا کھانے لگے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ ان مردوں اور عورتوں کی مثال ہے جو پاک بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے غیروں کے پاس رات گزارتے تھے۔ پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہا تھا۔ لیکن وہ اس سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص وہ ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر مزید امانتیں لئے جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ وہ کہنے لگے کہ یہ فتنہ پھیلانے والے علماء ہیں۔

۞...... ابوداؤد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایسے لوگوں کے قریب سے گزرا جو لوہے کے ناخن رکھتے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے

دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزت و آبرو لوٹتے تھے۔

۞...... ابن ابی الدنیا نے قبور میں مرفوعاً حضرت حسنؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے صحابہؓ میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا تو اللہ اس پر ایک جانور کو مسلط کر دے گا جو اس کے گوشت کو کھائے گا اور وہ قیامت تک اسی مصیبت میں گرفتار رہے گا۔

۞...... ابن خزیمہ' ابن حبان' حاکم' طبرانی اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں' بیہقی نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک روز نماز فجر کے بعد فرمایا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ ہے۔تم اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ آج رات کو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے آیا اور مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھیے۔ میں نے کہا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ چڑھیے تو میں آسان کر دوں گا۔ پھر میں اس پر چڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ ہم پہاڑ کے درمیانی حصہ پر پہنچ گئے تو میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کے منہ چیرے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بات کہا کرتے تھے اس کو کرتے نہ تھے۔ پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں وہ تم نہیں دیکھتے۔ اور وہ سنتے ہیں جو تم نہیں سنتے۔ پھر میں نے کچھ ایسی عورتیں دیکھیں جن کے سرین لٹکے ہوئے اور سر جھکے ہوئے تھے۔ ان کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کی سرینیں لٹکی ہوئی تھیں اور سر جھکے ہوئے تھے اور تھوڑا سا پانی چاٹ رہے تھے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔ پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جو بہت بدصورت' بدلباس اور بہت زیادہ بدبودار تھے۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں نے کچھ مردے دیکھے جو بہت پھولے ہوئے اور بدبودار تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حالت کفر میں مرے۔ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ درختوں کے سائے تلے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ کچھ لڑکے اور لڑکیاں دو نہروں کے درمیان کھیلنے میں مصروف ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ معلوم ہوا کہ یہ مومنین کی اولاد ہے۔ پھر ہم نے حسین چہرے' عمدہ کپڑے اور بہتر حسین خوشبو والے انسان دیکھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ پتہ چلا کہ یہ صدیقین اور شہداء اور صالحین کی جماعت ہے۔

۞۞۞......۞۞۞

مولوی محمد انس

حجاب......نیکیوں کا لباس!

اللہ جل شانہ کی فیضان قدرت نے کارخانہ عالم کو چند اٹل اصولوں کے تحت قائم کیا ہوا ہے۔ ان بیش بہا اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ جس چیز میں' جس صنعت میں' جو قابلیت' صلاحیت اور طبیعت ودیعت کی گئی ہے اسے ان قابلیتوں' صلاحیتوں اور طبیعتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے زیر استعمال لایا جائے۔ یہ ایک اٹل اصول ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصول فطرت سے سرتابی بہت تباہ کن اثرات مرتب کرتی ہے۔

قدرت خداوندی نے نظام انسانیت کو صحیح نہج اور درست سمت پر چلانے کے لئے عورت اور مرد کے اندر بھی جداگانہ قابلیتیں' متنوع صلاحیتیں اور مختلف طبیعتیں ودیعت کر دی ہیں اور دونوں کے دائرہ کار کی حد بندی کر دی ہے۔ مرد کو عورت کا حاکم بنایا ہے۔ اہل وعیال کے نان ونفقہ کی ذمہ داری وابستہ کی ہے۔ نبوت وامامت اور سلطنت وحکومت کا گراں بار ڈالا ہے اور عورت کو اپنے خاوند کے گھربار' اموال واسباب کا ذمہ دار' اس کی تسکین خاطر کا ذریعہ اور اس کی اولاد کی حسین تربیت کا زینہ بنایا ہے۔ یہ تو تھی مرد وعورت کی خدائی حد بندی اور دائرہ کار۔ آپ کے گوشہ خیال میں دونوں کی امتیازی صلاحیتوں اور اوصاف کے جاننے کی بھی جستجو پیدا ہوئی ہوگی۔ لیجئے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

عورت کا دل اور پھیپھڑے مرد کے دل اور پھیپھڑے سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جسم کے بعض غدود بھی دونوں میں حد امتیاز قائم کرتے ہیں۔ عورت کے قد کا اوسط طول مرد کے قد کی اوسط درازی سے بارہ سینٹی میٹر کم ہوتا ہے۔ عورت کے جسم کا متوسط ثقل مرد کے جسم کے متوسط ثقل سے پانچ کلو کم ہوتا ہے۔ حواس خمسہ جن پر انسان کی عقلی اور دماغی نشوونما کا دارومدار ہے عورت کے حواس خمسہ مرد کے مقابلے میں ضعیف ہیں۔ مرد کی صوتی رگیں عورت کی صوتی رگوں سے لمبائی میں دگنی ہوتی ہیں۔ عورت کے دل کی دھڑکن مرد سے تیز ہوتی ہے۔ مرد کے جسم میں ۸۷ فیصد قوت اور باقی گوشت' چربی ہوتی ہے جبکہ عورت میں قوت کا تناسب صرف ۵۴ فیصد ہے۔ مرد کے مقابلے میں عورت جلدی تھک جاتی ہے۔ عورت میں وزن اٹھانے کی استعداد بھی مرد کے مقابلے میں کم ہے۔ مرد کے مقابلے میں عورت کے بدن کی نشوونما تیزی سے ہوتی ہے۔ عورت جلد مضطرب اور خائف ہو جاتی ہے۔ جبکہ مرد نہیں۔ عورت مرد کی بہ نسبت جذبات کی رو میں جلد بہہ جاتی ہے۔ اثر لینے کا مادہ بھی اس میں زیادہ ہے۔ خواب دیکھنے کی عادت مرد کے مقابلے میں عورت کو زیادہ ہوتی ہے۔ مرد کا ذہن عملی نوعیت کا ہوتا ہے۔ وہ حقیقت کی دنیا میں رہ کر سوچتا ہے اور ٹھوس نتائج برآمد کرتا ہے۔ جبکہ عورت ایسی نہیں۔ عورت میں عقل کی کمی ہے۔ جبکہ مرد عقل میں بڑھے ہوئے ہیں۔

ان تمام تر تفصیلات سے دل میں یہ بات نقش ہوگئی ہوگی کہ مرد اور عورت دونوں میں کتنا امتیازی اختلاف موجود ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اسی کے اعتبار سے ان کی صلاحیتیں اور دائرہ کار ہو۔ اور یہ دائرہ کار اللہ جل شانہ کی شان فیاضی نے خود بتا دیا ہے۔ ان تمام چشم کشا حقائق سے سرمو انحراف کرکے مرد و زن میں مساوات کے نعرے لگانا' حجاب نسواں کو دقیانوسیت سے تعبیر کرنا بذات خود جہالت' ناانصافی' حقائق سے چشم پوشی اور مغرب پسندی ہے۔

حجاب نسواں ایک فطری امر ہے۔ حجاب کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود نوع انسان قدیم ہے۔ دور جاہلیت کے عرب شرفاء بے پردگی اور مرد و زن میں آزادانہ اختلاط کو معیوب سمجھتے تھے۔ ارض ہند میں ہندو' بدھ مت اور دیگر مشرکانہ مذاہب میں بھی مردوں اور عورتوں کا بے محابا اختلاط گوارہ نہ تھا۔ انسان اول سے لے کر گزشتہ دو ڈھائی صدی پہلے تک عورت چراغ خانہ اور گھر کی زینت رہی۔ لیکن جب فرنگی اقتدار نے یہاں اپنے پنجے گاڑے تو اپنے نظام تعلیم کا ڈنکا بجایا۔ اب تمام سابقہ روایات دم توڑ گئیں۔ خاتون خانہ ''سبھا کی پری بن گئی'' گھر کی ریاست کی مالکہ بازروں کی زینت بننے لگی۔ نام نہاد تہذیب وتمدن کی ترقی میں بر سر بازار حصہ لینے لگی۔

اب کیا تھا؟ قانون قدرت سے انحراف اپنی تاریخ مرتب کرنے لگا۔ شرم وحیا جاتی رہی۔ غیرت کا جنازہ نکل گیا۔ وہ نوجوان جو پاکیزہ معاشرہ کا ایک ستون تھا اس کی مضبوطی میں ضعف رہنے لگا۔ اس کی نظر وفکر بدل گئی۔ قلب ودماغ میں شہوانی جذبات کروٹیں لینے لگے۔ زنا کی کثرت ہوگئی۔ ناجائز اولاد کا ریلا امنڈ آیا۔ قحبہ خانے آباد ہونے لگے۔ گھریلو زندگی اجڑ گئی۔ معاشرے سے سکون ختم ہوگیا۔ قبیلوں کے قبیلے بکھر گئے۔ غرض نقاب اترا' حیا اتری' حیا اتری تو سر کا آنچل سرک گیا۔ رفتہ رفتہ چست اور عریاں لباس زیب تن کئے جانے لگے۔ بمصداق حدیث شریف۔ ترجمہ:...... ''قرب قیامت میں ایسی عورتیں ہونگی کہ لباس زیب تن ہونے کے باوجود ننگی ہوں گی۔'' اور یوں پورا معاشرہ بے چینی' بے قراری اور ابتری میں مبتلا ہوگیا۔

لیکن وہی مغربی تہذیب جس کی اندھی تقلید مغرب زدہ مسلمانوں نے اپنے لئے شعار بنالیا ہے اب گھٹنے ٹیک رہی ہے۔ گورباچوف اپنی کتاب ''پرسٹرائیکا'' میں لکھتا ہے:

''مغربی سماج میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا۔ اسے آزادی دینے کے نتیجے میں یقیناً ہمیں معاشی فوائد حاصل ہوئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا۔ کیونکہ مرد بھی کام کررہے ہیں اور عورتیں بھی۔ مگر پیداوار میں اضافہ کے باوجود عورت کی آزادی کا جو لازمی نتیجہ برآمد ہوا وہ یہ کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہوگیا اور فیملی سسٹم کی تباہی کے نتیجے ہمیں جو نقصان پہنچا ہے وہ ان کے فوائد سے زیادہ ہے جو پیداوار میں اضافہ کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے تھے۔ اس لئے میں اپنے ملک میں ''پرسٹرائیکا'' کے نام سے ایک تحریک شروع کررہا ہوں۔ اس سے میرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عورت جو گھر سے باہر نکلی ہے اسے واپس گھر میں لایا جائے۔ اس کے لئے ہمیں طریقے سوچنے پڑیں گے۔ تاکہ فیملی سسٹم کی تباہی سے کہیں ہماری پوری قوم تباہی سے دوچار نہ ہوجائے۔''

ترتیب: مولانا محمد حسین ناصر

اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے!

18اپریل 2004ء کو میونسپل اسٹیڈیم سکھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ نے تاریخی خطاب فرمایا جس میں امریکہ' برطانیہ اور یورپ کو امت مسلمہ کا موقف سمجھایا۔ مولانا نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ قادیانی پاکستان کے آئین کو پہلے دن سے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ امریکہ و برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے اس سعادت سے نوازا جس نسبت سے میں اور آپ یہاں جمع ہیں۔ اللہ رب العزت اس اجتماع کو قبول فرمائے اور اس میں ہم سب کی شرکت کو ہم سب کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

آپ حضرات نے علمائے کرام کی گفتگو سنیں۔ ان کی عالمانہ گفتگو یقیناً ہمارے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں اور اس دور میں جب کہ عالمی سطح پر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف مغربی استعماری قوتیں سازشوں میں مصروف ہیں اور قادیانی فرقہ جیسا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ آج بھی یورپ کی پناہ میں' آج بھی انگریز کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ امت مسلمہ کو کمزور کرنے کے لئے اپنی وہی خدمات آج بھی سرانجام دے رہا ہے جس کا آغاز ان کے جداخبث نے کیا تھا۔

میرے محترم دوستو! لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے اور جب دین اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ اب انسانیت کو کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں ہے اور جب انسانیت کو کسی دوسرے دین اور کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی تو پھر کسی نئی وحی کی بھی ضرورت نہیں رہی اور جب کسی نئی وحی کی ضرورت نہ ہوگی تو پھر کسی نئے پیغمبر کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ آج اگر کوئی انسان نبوت کا دعوے دار بنتا ہے تو وہ دین اسلام کی اکملیت کا انکار کرتا ہے۔ وہ اب بھی سمجھتا ہے کہ دین مکمل نہیں ہے اور یہ قرآن پاک کو جھٹلانے کی بہت بڑی جسارت ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم اور اعلان بڑا اٹل ہے اور ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کسی خاص قوم کی طرف' کسی خاص علاقہ اور وطن کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ ایک خاص وقت

کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ تمام انسانیت کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اولین وآخرین کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ تمام جہانوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور جب آپ ﷺ کی بعثت پوری انسانیت کی طرف ہوگی تو پھر آپ ﷺ جو پیغام لے کر آئے تو وہ پیغام بھی تمام انسانیت کی طرف تھا۔ اس لئے ہمارا دعویٰ ہے کہ دین اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ابدی دین بھی ہے اور اس دین کے ہوتے ہوئے قیامت تک کوئی دوسرا دین نہیں آئے گا۔ لیکن آج دنیا میں کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام کو اور امت اسلامیہ کو تنہائی کی طرف دھکیلا جائے اور تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ اسلام شدت کی تعلیم دیتا ہے۔ امت مسلمہ تعصب کا شکار ہے۔ امت مسلمہ نفرت کی باتیں کرتی ہے۔ میں دوٹوک الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام ایک عالمی معاشرہ تشکیل دینے کے لئے آیا ہے۔ تمام انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے کے لئے آیا ہے اور پوری انسانیت کے لئے محبت کا پیغام لے کر آیا ہے اور تمام انسانیت کو دعوت دی ہے کہ:

’’...... لاتباغضوا ولاتحاسدوا ولا تباعدوا ولاتدابروا وکونو عباداللہ اخوانا۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’ایک دوسرے کے ساتھ تعصب مت برتو۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسد مت کرو۔ ایک دوسرے کے ساتھ نفرت مت کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ مت پھیرو۔ سب اللہ کے بندے ہوکر بھائیوں کی طرح رہو۔‘‘ تمام انسانیت کو ایک وحدت کی طرف دعوت دینے والا صرف دین اسلام ہے اور پھر شدت کی بات کیسے ہوسکتی ہے؟۔

میرے محترم دوستو! رسول اللہ ﷺ پکارپکار کر فرمارہے ہیں کہ: ’’یسروا ولاتعسروا بشروا ولاتنفروا۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’آسانیاں پیدا کیا کرو۔ مشکلات نہ پیدا کیا کرو۔ اچھی خوشخبریاں لوگوں کو سنایا کرو۔ نفرت کی باتیں مت کیا کرو۔‘‘

اس بھائی چارے کا ماحول اور یہ معاشرتی ماحول انسانیت کو دینے کے لئے آئے۔ آج کیونکہ اسلام کی تعبیر کو بدلا جارہا ہے۔ اس کی جبلت اور اسلام کے مزاج کو تبدیل کرنے کی باتیں کی جارہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی حادثے کی بنیاد پر نہیں۔ بلکہ مغربی ذہن اور امریکہ کی قیادت میں آج مغربی دنیا اسلام اور اسلام کے خلاف امت اسلامیہ کے خلاف جس طرح صف آرا ہوچکا ہے۔ یہ ساری باتیں انہیں کی منصوبہ بندیوں کا نتیجہ ہیں۔ میں نے تو یورپ میں جاکر بھی ان سے یہی کہا کہ میڈیا نے اسلام اور امت اسلامیہ کے بارے میں جو تاثر آپ لوگوں تک پہنچایا ہے وہ جھوٹ ہے۔ تمہارے میڈیا نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ اسلام کی غلط تصویر تمہارے سامنے پیش کی ہے۔

میرے محترم دوستو! ہم تو دنیا کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے۔ ہماری تو کسی مذہب سے لڑائی نہیں۔ کسی تہذیب

سے لڑائی نہیں۔ ہم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ کون مسلمان ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان نہیں لاتا۔ کون مسلمان ہے جو انجیل مقدس پر ایمان نہیں رکھتا۔ کون مسلمان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتا۔ کون مسلمان ہے جو تورات پر ایمان نہیں رکھتا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے صحائف پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب ہماری طرف سے کوئی انکار نہیں اور آپ نہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں تو بتاؤ کہ انکار ہماری طرف سے ہے یا تمہاری طرف سے؟۔ اگر ہماری طرف سے انکار نہیں تو جھگڑا اور فساد بھی ہماری طرف سے نہیں۔ اگر انکار آپ کی طرف سے ہے تو پھر جھگڑا اور فساد کا منبع بھی آپ ہیں۔ ہم آپ کے پیغمبر کو بھی اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ آپ کی کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں تو پھر ہم کیسے تنگ نظر ہوگئے۔ ہم میں کیسے تعصب کی بات ہوگئی۔ اگر آپ ہمارے پیغمبر کو نہیں مانتے اور آپ ہماری کتاب کو بھی نہیں مانتے تو تعصب بھی تمہاری طرف سے ہے اور نفرت کی فضا بھی تمہاری ہی کی طرف سے پیدا ہورہی ہے۔ ہم پر کوئی الزام تو عائد کرو کہ کس بنیاد پر ہم نے تمہارا حق مارا ہے؟۔

ہمارے ہر گھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام' حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام' حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا نام بڑے فخر سے رکھے جاتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کا نام بھی بڑی محبت سے رکھا جاتا ہے۔ مگر تمہارے گھروں میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نہیں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا نام نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کا نام نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ و حضرت فاطمہؓ کا نام نہیں ہے تو پھر تعصب تمہاری طرف سے ہے۔ ہماری طرف سے کوئی تعصب نہیں ہے۔ مجموعی کردار کو سامنے رکھو اور بات کرو۔ ظاہر ہے ہم نے سچائی کو ڈھونڈنا ہے اور دین اسلام آخری کامل و مکمل اور سچا دین ہے اور اللہ رب العزت کا دین ہے تو پوری انسانیت کی طرف اس دین کو پہنچانا یہ بھی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ ساری کائنات کو اس دین کی طرف بلانا یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے اور جن لوگوں نے یہ راہ پالی' کامیاب راستہ پالیا۔ کامیاب راستہ پالینے والوں کی یہ ذمہ داری قرار پائی کہ تمام انسانیت کو کامیابی کی طرف بلائیں۔ آپ بتائیں کہ جس راستہ کو میں کامیابی کا راستہ کہتا ہوں اور پھر دوسرے انسانوں کو اس کامیابی کے راستہ کی طرف بلاتا ہوں کیا اس دعوت کے پیچھے سوائے ہمدردی کے اور کوئی دوسرا جذبہ ہوسکتا ہے؟۔ اگر انسان کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ نہ ہو تو کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں چین تک جارہا ہوں۔ غرب و شرق تک جارہا ہوں۔ افریقہ تک جارہا ہوں۔ صحراؤں میں' جنگلوں میں جارہا ہوں۔ سمندروں کو عبور کررہا ہوں اور ایک ایک انسان کے پاس جارہا ہوں اور اسے کہہ رہا ہوں کہ آؤ یہ کامیابی کا راستہ ہے۔ آپ بتائیں کہ اس محنت و مشقت کے پیچھے سوائے انسان کے ساتھ ہمدردی کے اور کوئی جذبہ کارفرما ہوسکتا ہے؟ اور انسانیت کو اس عظیم کامیابی کی طرف بلانے کے لئے روش

اور رویوں کا تعین بھی اللہ رب العزت نے کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''ادعو الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔''

کہ اس راستہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ دانائی کے ساتھ بلاؤ۔ شائستگی کے ساتھ بلاؤ کہیں کسی مسئلہ پر تنازع (جھگڑا) پیدا ہو جائے تو شائستہ لب ولہجہ سے اس کو حل کرو۔ بھلا ان رویوں کو بھی کوئی انتہا پسندی کا رویہ کہہ سکتا ہے۔ یہ حکمت، یہ حسن موعظت اور جادلھم بالتی ھی احسن! یہی اعتدال کا راستہ ہو سکتا ہے۔ اعتدال کا رویہ جو قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کوئی ایک مثال کوئی دوسرا مذہب یا دوسری تنظیم یا دوسرا معاشرہ پیش کرے۔ پھر بھی ہمیں کہتے ہیں کہ یہ لوگ انتہا پسند ہیں۔ شدت پسند ہیں۔ کس بنیاد پر ہم شدت پسند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''احب للناس ماتحب لنفسک تکن مسلما'' ترجمہ:...... ''ساری انسانیت کے لئے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تب تو مسلمان ہے۔ ایک مسلمان کی علامت یہی ہے کہ وہ ساری انسانیت کا خیر خواہ ہوتا ہے اور ساری انسانیت کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

میرے محترم دوستو! ہم نے تو یہی ان سے کہا کہ آج آپ جو جنگ بزعم خویش دہشت گردی کے خلاف لڑ رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی کے دشمن صرف آپ ہیں۔ ہم نے کہا کہ دہشت گردی تو ہر جگہ قابل نفرت بات ہے۔ وہ تو جرم ہے۔ وہ تو بدمعاشی ہے۔ جرم ہر جگہ جرم ہے اور ہر انسان کی نظر میں جرم ہے اور ہم سب بیک آواز دہشت گردی کو جرم کہتے ہیں۔ ناپسندیدہ کام کہتے ہیں۔ قابل نفرت قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کسی کو دہشت گرد قرار دیں اور اس کو اس کا مجرم قرار دیں اور اس کو مجرم قرار دینے میں انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوں تو پھر آپ کی کاروائی بھی دہشت گردی کے ہی زمرہ میں آتی ہے۔ لہٰذا آج انسانی معاشرہ میں ایک سوال ابھرا ہے اور اس سوال کا جواب نہ امریکہ کے پاس اور نہ یورپ کے پاس ہے اور نہ ہی برطانیہ کے پاس ہے۔ آپ جن کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دہشت گرد کس بنیاد پر کہا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ 11 ستمبر کا واقعہ ہوا اور امریکہ کا سی آئی اے کا جو سب سے بڑا تحقیقاتی ادارہ ہے اور پھر اس واقعہ کے لئے جو تحقیقاتی کمیشن قائم ہوا آج بھی وہ تحقیقاتی کمیشن، تحقیقات میں مصروف ہے۔ سی آئی اے آج بھی اس واقعہ کے کسی ذمہ دار کی نشان دہی نہیں کر سکا۔ آج بھی معاملہ زیر تفتیش ہے۔

میرے محترم دوستو! دو چار روز پہلے میں بی بی سی سن رہا تھا۔ اس میں سی آئی اے کا سربراہ پھر اعتراف کر رہا تھا کہ 11 ستمبر کے واقعہ کے بارے میں اب تک ہمیں کوئی قطعی شواہد نہیں مل سکے اور جو گواہیاں ملی ہیں سب ناقص اور نامکمل ہیں۔ جب آپ کا تحقیقاتی اور تفتیشی ادارہ آج بھی تفتیش اور تحقیقات میں کسی مجرم کی نشان دہی نہیں کر سکا تو

آپ نے کس طرح چوبیس گھنٹوں میں افغانستان کو اس کا مجرم قرار دیا۔ اسامہ اور ملا عمر کو اس کا مجرم قرار دیا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر آپ نے کس طرح افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک ماہ کے اندر اندر آپ نے کس طرح اس پر عمل درآمد کیا۔ کیسے ایک ملک کو تباہ و برباد اور خاکستر کر دیا۔ دیہاتوں کے دیہات اجڑ گئے۔ ہزار ہا انسان آج بھی بے گور و کفن پڑے ہیں۔ کس ثبوت کی بنیاد پر آپ نے اتنا بڑا اقدام کیا۔ ایک سوال ہے جو تم سے کیا جا رہا ہے اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اور پھر عراق کے بارے میں۔ تم نے عراق پر حملہ کیا۔ عراق پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کے بعد آج تم کہتے ہو کہ مہلک ہتھیار ہمیں آج بھی نہیں مل سکے۔ تباہ کن ہتھیاروں اور جوہری مواد کے بارے میں ہمیں جو اطلاعات دی گئیں وہ غلط تھیں۔ وہ خبریں ہی غلط تھیں۔ جب وہ خبر ہی غلط تھی تو پھر تمہارے اس حملے کو اور صدام حکومت کے خاتمے کو کس بین الاقوامی قانون کے تناظر میں جائز کہا جا سکے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ ہمیں دہشت گرد کہیں گے اور ہم تمہیں دہشت گرد کہیں گے اور ہم تمہیں دو ٹوک الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ طاقت کی بنیاد پر آپ حکومتوں کا خاتمہ تو کر سکتے ہیں۔ لیکن اس راستہ سے آپ جنگ کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔

میرے محترم دوستو! اس تناظر میں آج دینی قوتیں اسلام کا مقدمہ لڑ رہی ہیں۔ امت اسلامیہ کا کیس لڑ رہی ہیں۔ ہر فورم پر اپنا کیس لڑ رہی ہیں اور آج میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ طاقت اور دلیل کی جنگ ہے۔ امن اور دہشت گردی کی جنگ نہیں ہے۔

میرے محترم دوستو! اس ساری صورت حال میں ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہم نے ان مشکلات سے کیسے نکلنا ہے۔ ایک بات بڑی واضح اور صاف ہے کہ طاقت کے زور پر جنگ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور میں آج بھی امریکہ اور برطانیہ کو کہنا چاہتا ہوں کہ تم عراق اور افغانستان میں پھنس چکے ہو اور یہ کمبل تمہیں ایسی لپٹ گئی ہے کہ اب تمہیں یہ کمبل چھوڑنے والی نہیں ہے اور تمہیں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ تمہیں واپس لوٹنا ہوگا۔ دوسری بات میں آپ حضرات سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج دنیا میں مذہب کا کردار ختم کیا جا رہا ہے اور مذہب کی بنیاد پر بات کرنے والوں کا کردار ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ پوری دنیا کی عالمی کفر کی ترجیحات ہیں۔ دنیا کو سیکولرائز کرنا اور اس کے مذہبی کردار کا خاتمہ کرنا۔ یہ کفر کی ترجیحات میں شامل ہے۔ ہم جب ان کی ترجیحات کو دیکھتے ہیں اور ہم پاکستان میں اس ساری صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ 1973ء کے آئین کو اس لئے ختم کیا جا رہا ہے یا اس کے مذہبی تشخص کو اس لئے ختم کیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں مذہبی سیاست کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے اور دینی قوتیں جب پاکستان میں اسلامائزیشن اور اسلامی قانون سازی کا مطالبہ کرتی ہیں تو اس آئین کا سہارا لے کر مطالبہ کرتی ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ اس آئین کو ختم کر دیا جائے اور اگر ختم نہ کر سکے تو کم از کم اس کی جو مذہبی حیثیت ہے اس کو ختم کر دیں۔ اب آپ بتائیں کہ 1973ء کے آئین کے بن جانے کے بعد اس کے خلاف سازشوں کا آغاز اس

قادیانی ٹولے نے کیا تھا اور وہ سازشوں کا عمل آج اس مقام پر آ پہنچا ہے کہ ایک عالمی لابی پیدا کر کے ہمارے ملک کی سیاست کا مذہبی کردار ختم کرنا چاہتے ہیں اور آج اس حوالے سے ان کا سب سے بڑا وفادار جنرل پرویز مشرف ہے۔ فوجی قیادت ہے جو سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر پاکستان کی عوام کو بلیک میل کر رہے ہیں۔

میرے محترم دوستو! ہمیں اس پورے عالمی تناظر میں اس چیز کو سمجھنا چاہئے کہ کونسی قوتیں ہیں جو پاکستان کے آئین کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔ ادھر تم لوگ نعرے لگا رہے ہو کہ نیا آئین بننا چاہئے۔ نیا پارلیمنٹ ہونا چاہئے۔ تاکہ یہ آئین ختم ہو اور پھر نہ آئین بنے اور نہ یہ ملک رہے (اللہ نہ کرے)۔ اب ہم وہ قوتیں دیکھ رہے ہیں جو 1973ء کے آئین کا اپنے آپ کو بانی بھی کہتے ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کریڈٹ بھی لے رہے ہیں۔ لیکن آج امریکہ اور مغربی دنیا کی خوشنودی میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ جرات کر کے انہوں نے اسمبلی میں حدود آرڈیننس کے خلاف ترامیم بھی پیش کر دی ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے ملک میں۔ ایسے وقت میں میرے بھائیو! ہم نے اور آپ نے خوابیدہ ہو کر اور غافل ہو کر صورت حال کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑا تو میں نہیں سمجھتا کہ کل آنے والے دن میں پاکستان کے اندر مذہبی قوتوں کا کردار رہ سکے گا یا دینی مدارس کا کردار رہ سکے گا؟ یا پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ کی حیثیت سے زندہ و تابندہ رہ سکے گا؟۔ ہم نے اس ملک کو اور اس کی اسلامی حیثیت کو بچانا ہے۔ اس کی جمہوری حیثیت کو بچانا ہے۔ اس کے لئے میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ آج کے وقت میں مجلس عمل اس کے لئے ایک سنجیدہ فورم ہے۔ عوام اگر سیاسی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم ہونا چاہتے ہیں تو یہی وہ پلیٹ فارم ہے جو دینی قوتوں نے انہیں فراہم کیا ہے۔ قوم کو اس پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہوگا۔ میں سندھ کے عوام سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے دو ہفتے قبل یہاں تین دن گزارے۔ گھل سے لے کر شکارپور، نوعاقل، خیرپور اور مورو سکرنڈ سے ہوتے ہوئے حیدرآباد پہنچے۔ اس تمام راستے میں اہلیان سندھ نے جس پرتپاک انداز کے ساتھ ہمیں پذیرائی بخشی ہم دل کی گہرائیوں سے آپ کی اس محبت کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ آپ کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اگر بلوچستان کی غریب عوام وہاں کے سرداروں کو اور نوابوں کو شکست دے سکتی ہے۔ اگر سرحد کی غریب عوام وہاں کے خوانین کو شکست دے سکتی ہے تو پھر سندھ کی غریب عوام کو بھی یہاں کے وڈیروں کو شکست دینا ہوگی اور اس وڈیرہ شاہی سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ تب جا کر پاکستان میں کوئی تبدیلی آئے گی۔ انقلاب آئیں گے۔ اصلاحات ہوں گی اور پاکستان کے نظریاتی تشخص کا تحفظ کیا جا سکے گا۔ اس کے بغیر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ رب العزت قومی وحدت کے اس عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم کو اسی طرح مستحکم رکھے اور امت مسلمہ کو وحدت کی طرف اسی طرح بلانے کی توفیق بخشے۔ آمین! و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

مولانا اللہ وسایا

مناظرہ چنگابنگیال کی رپورٹ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کی سہ ماہی میٹنگ میں ۲۶ شوال سے ۲۶ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ فقیر کے پروگرام شیخوپورہ‘ لاہور‘ گوجرانوالہ‘ سیالکوٹ‘ گجرات‘ راولپنڈی‘ اسلام آباد‘ چکوال‘ میانوالی‘ لیہ اور بھکر کے اضلاع کے لئے طے ہوئے۔ گجرات سے فراغت کے بعد مجھے راولپنڈی جانا تھا۔ درمیان میں جمعرات کا دن ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ جنوری ۲۰۰۴ء سفر کے لئے فارغ رکھا تھا۔ چنگابنگیال کے محترم جناب پروفیسر محمد آصف صاحب کو خط لکھ دیا کہ اس دن آپ کی لائبریری دیکھنے کے لئے حاضر ہونا ہے۔

چنانچہ چنگابنگیال جانے کے لئے گجرخان صبح دس گیارہ بجے جمعرات کو حاضر ہوگیا۔ محترم پروفیسر صاحب نے بتایا کہ چنگابنگیال کے قادیانیوں سے میری رشتہ داری ہے۔ ان سے گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ آپ کا خط ملا تو آج ان سے قادیانیت پر گفتگو رکھی ہے۔ قادیانی اور مسلمان چند رشتہ دار بیٹھک میں جمع ہوں گے۔ قادیانی مربی آئے گا۔ آپ گفتگو کریں گے۔ لیکن ہم نے آپ کا نام نہیں بتانا۔ صرف یہ کہہ کر تعارف کرائیں گے کہ ہمارے دوست ہیں اور گفتگو شروع ہوجائے گی۔ فقیر نے عرض کیا کہ میرا آنا اختیاری تھا۔ آپ سے وعدہ نہ تھا۔ کوئی ضروری کام ہوجاتا تو سفر کینسل بھی ہوسکتا تھا۔ آپ نے گفتگو رکھی تو مجھے اطلاع ہونی چاہئے تھی۔ تاکہ سفر یقینی ہوجاتا۔ ورنہ حاضر نہ ہونے کی صورت میں آپ کو پریشانی ہوتی۔ خیر گفتگو کس عنوان پر ہوگی؟۔ انہوں نے بتایا کہ ہم مرزا قادیانی کے حوالہ سے گفتگو کریں گے۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میری گفتگو چل رہی ہے۔ میں ہی گفتگو کا آغاز کروں گا۔ جہاں ضروری ہو آپ شامل گفتگو ہوجائیں گے۔ طے ہوا کہ ظہر کے بعد گجرخان سے چلیں گے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب قادیانیوں کو گفتگو کا پابند کرنے کے لئے چنگابنگیال چلے گئے۔ ہم حسب وعدہ ظہر کے بعد روانہ ہوئے۔ لیکن آگے سڑک پر گیس والے کھدائی کررہے تھے۔ سڑک بند تھی۔ ٹریفک بلاک تھی۔ کچھ پیدل چلنا پڑا۔ ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے عصر ہوگئی۔ عصر پڑھ کر قادیانیوں کے مکان پر حاضر ہوئے اور گفتگو ہوئی۔

فضل احمد...... چنگابنگیال کے ایک قادیانی فضل احمد تھے۔ اچھے ذی استعداد عالم تھے۔ طبیعت آزاد پائی تھی۔ ایک کتاب ’’اسرار شریعت‘‘ کئی حصوں میں لکھی۔ مرزا قادیانی کا تعارف سنا‘ قادیان گئے اور قادیانیت کا طوق پہن لیا۔ الفضل قادیان کے کچھ عرصہ ایڈیٹر بھی رہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ الفضل قادیان کا نام بھی ان کی مناسبت سے الفضل رکھا گیا۔ اسرار شریعت میں انہوں نے اسرار وحکمتیں بیان کی ہیں کہ نمازیں پانچ کیوں ہیں؟۔ دن کو اتنی‘ رات کو اتنی‘ فرض اتنے‘ سنتیں اتنی‘ یہ کیوں؟ وغیرہ۔ مرزا قادیانی نے اس اسرار شریعت سے صفحات کے

صفحات اپنی کتابوں' اسلامی اصول کی فلاسفی' برکات الدعا' کشتی نوح' نسیم دعوت اور آریہ دھرم میں ان کا نام ذکر کئے بغیر نقل کر کے اسے اپنی تصنیف ظاہر کیا۔

ایک بار قادیانیوں نے ''کمالات اشرفیہ'' نامی کتابچہ شائع کیا۔ مرزا قادیانی کی کتاب اور حضرت تھانویؒ کی کتاب ''المصالح العقلیہ ! احکام اسلام عقل کی روشنی میں'' کے صفحات مقابلہ پر شائع کر کے اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کی کتاب پہلے کی شائع شدہ ہے جبکہ حضرت تھانویؒ کی کتاب بعد کی ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا قادیانی کی کتابوں کے صفحات لے کر اپنی کتاب میں شائع کئے ہیں۔ اس انکشاف پر کہرام قائم ہوگیا۔ یہ قادیانی دجل کا شاہکار تھا کہ حضرت تھانویؒ کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے سرقہ کرنے والا ظاہر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے اسرار شریعت پڑھی ہوئی تھی۔ انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے کتاب اسرار شریعت مل گئی۔ جب انہوں نے اس کتاب اور حضرت تھانویؒ کی کتاب کا تقابل کیا کہ فضل احمد چنگابنکیال کے جب مسلمان تھے یہ کتاب اسرار شریعت لکھی تھی۔ حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب میں اس سے عبارات نقل کیں اور مرزا قادیانی نے بھی اسرار شریعت سے نقل کی۔ اسرار شریعت حضرت تھانویؒ کی کتاب اور مرزا قادیانی ملعون کی کتاب سے پہلے کی تصنیف کردہ ہے۔ دونوں نے اس کتاب سے اقتباس لئے۔ لیکن:

۱..... مرزا قادیانی نے اس کتاب اسرار شریعت سے اقتباس لئے۔ لیکن ان کا حوالہ نہ دیا۔

۲..... مرزا قادیانی نے ان اقتباس کو اپنی کتاب میں سمو کر اپنی تصنیف بتایا۔ یہ اس کی بدیانتی کا کھلا شاہکار تھا۔ لیکن اس کے مقابل پر حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں واضح طور پر لکھ دیا کہ مجھے ایک کتاب (اسرار شریعت) ملی ہے۔ اس میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔ اس سے بعض چیزیں میں اپنی کتاب میں نقل کر رہا ہوں۔ حضرت تھانویؒ کی کمال دیانت اور مرزا قادیانی کے کمال دجل کا پول حضرت علامہ خالد محمود نے کھولا تو قادیانی امت کی بولتی بند ہوگئی۔ قادیانیوں کی کمال عیاری اور کمال کذب کو دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی کہ قادیانی کس طرح ناواقف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں بازی گر کھلا...... !

یہ مولوی فضل احمد بعد میں ترقی کر کے خود مدعی الہام ومدعی نبوت ہوگئے۔ چنانچہ خود کئی رسالے لکھے جن میں اپنے الہام شائع کئے۔ قرآن مجید میں جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہے کہ آپ (موسیٰ علیہ السلام) جاکر فرعون کو ڈرائیں فضل احمد نے ان آیات کو اپنے اوپر نازل شدہ بتا کر اپنے آپ کو موسیٰ اور چنگابنکیال کے رہائشیوں کو فرعون قرار دیا۔ وغیرہ ذالک من الھفوات! مرزا قادیانی کی دیکھا دیکھی اور بھی قادیانیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں ایک فضل احمد بھی تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فضل احمد نے مرنے سے پہلے قادیانیت کو ترک کر دیا تھا۔ واللہ اعلم!

اس فضل احمد کے ذریعہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں چنگابنکیال میں قادیانیت پھیل گئی تھی۔ اب اسی فضل

احمد کے خاندان کے بہت سارے گھرانے مسلمان ہوگئے ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر محمد آصف بھی ہیں۔ پروفیسر صاحب کے پاس فضل احمد کی کتابیں ہیں۔ فقیر نے ان سے درخواست کی کہ عربی وفارسی' قادیانیت اور ردقادیانیت کی کتب مرکزی دفتر کی لائبریری کے لئے عنایت کردیں۔ چنانچہ مناظرہ سے فراغت کے بعد لائبریری سے کتابیں لے کر مولانا مفتی محمود الحسن اسلام لے گئے۔ وہاں سے دفتر ملتان انہوں نے بھجوائی تھیں۔ یہ ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آ گئی۔

روئیداد مناظرہ چنگا بنگیال

عصر کی نماز پڑھ کر پروفیسر محمد آصف صاحب نے فقیر کو ساتھ لیا اور قادیانی راجہ سعید کے مکان پر گئے۔ آٹھ یا نو کل افراد تھے۔ جن میں مرزائی' مسلم موجود تھے۔ اکثریت پروفیسر صاحب کے رشتہ داروں کی تھی یا واقف کاروں کی۔ قادیانیوں نے گفتگو کے لئے سعید الحسن قادیانی مربی کو تیار کیا ہوا تھا۔ بہرحال پہنچتے ہی مختصر تعارف کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

پروفیسر محمد آصف صاحب: ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرتﷺ نے سیدنا مہدی یا سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا فرمایا ہے اور مرزا قادیانی ان علامات ومعیار پر پورا اترتا ہے؟۔

قادیانی سعید الحسن مربی: ہمیں وفات وحیات مسیح پر گفتگو کرنی چاہئے۔ اگر مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہوجائے تو مرزا قادیانی کے تمام دعاوی جھوٹے۔

پروفیسر صاحب: آنحضرتﷺ نے سیدنا مہدی ومسیح کی جو علامات بتائی ہیں وہ مرزا قادیانی میں دیکھا دیں۔ حیات مسیح سمیت ساری بحث مکمل ہوجائے گی۔ مرزا قادیانی کو ان نشانیوں کی رو سے سچا بتادیں۔

قادیانی مربی: آپ مرزا قادیانی کو کس حیثیت سے جانچنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر صاحب: نام' ذات' شخصیت اور دعاوی۔ ان چاروں حیثیتوں سے۔ پہلے مہدی کی علامات کو لیں۔

قادیانی مربی: پہلے حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کریں۔

پروفیسر صاحب: مرزا قادیانی کے دعاوی مہدی اور مسیح کے ہیں۔ منصب کے اعتبار سے پہلی سٹیج مہدی علیہ الرضوان کی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو ان سے بلند وبالاتر ہیں۔ اس لئے مہدی علیہ الرضوان کی علامات جو رحمت دوعالمﷺ نے بیان فرمائی ہیں ان کو احادیث کی روشنی میں دیکھ لیتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی میں وہ علامات دیکھیں گے۔ اگر ان میں پائی گئیں تو پھر مسیح علیہ السلام کی علامات کو دیکھیں گے کہ وہ مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہیں؟۔ اس وقت حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بحث ہوجائے گی۔

قادیانی مربی: آپ حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کا آغاز کریں۔

فقیر: آپ لکھ کردے دیں کہ رحمت دوعالمﷺ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی جو نشانیاں بیان فرمائی

ہیں وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتیں تو پھر ابھی حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز ہو جائے گا۔

قادیانی مربی: مرزا قادیانی مہدی ہیں۔ ان میں علامات پائی جاتی ہیں۔ میں کیوں انکار کروں؟۔

پروفیسر صاحب: بہت اچھا میں مولانا (اشارہ فقیر کی طرف) سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ احادیث شریف کی روشنی میں ہمیں سیدنا مہدی کی علامات بیان کریں۔

فقیر: بسم الله الرحمن الرحیم! اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آله واصحابه اجمعین ۰ اما بعد! یہ میرے ہاتھ میں صحاح ستہ میں شامل کتاب ابوداؤد شریف ہے۔ صحاح ستہ میں ابوداؤد شریف کا شامل ہونا مرزا قادیانی کو مسلم ہے۔ ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۳۰، ۱۳۱ پر سیدنا مہدی علیہ الرضوان پر مشتمل باب ہے۔ اس باب میں کل روایات گیارہ ہیں۔ جو حضرت جابر بن سمرةؓ... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ... حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ... حضرت ام سلمہؓ... اور حضرت ابی سعید خدریؓ جیسے جید صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے میں اس روایت کو تلاوت کرتا ہوں جس میں آپ ﷺ نے سیدنا مہدی کا نام، والد کا نام، قومیت اور جائے پیدائش کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ:

(۱)...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ: ''عن عبدالله عن النبی ﷺ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذالك الیوم حتیٰ یبعث فیه رجل منی او من اهل بیتی یواطئی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی......... یملاء الارض قسطاً وعدلاً کماملئت ظلما وجورا......... الخ ۰ ابوداؤد ج۲ ص ۱۳۱ باب ذکر المهدی'' اسی روایت کو امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۷ باب ماجاء فی المهدی میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ یہی روایت متعدد کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا فرمائیں گے (یعنی یقینی ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے ضرور ہوگا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں ایک شخص کو بھیجیں گے (یقینی طور پر ایسے ہو کر رہے گا) جو مجھ سے یعنی میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (یعنی محمد) اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسا (ان سے قبل) وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

۲...... ابوداؤد کے اسی صفحہ پر ہے: ''عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمه......... الخ'' ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

۳...... ابوداؤد کے اسی صفحہ پر حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ: ''مدینہ طیبہ میں ایک خلیفہ کی وفات پر جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا تو مہدی مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ اہل مکہ ان کی بیعت کریں گے۔ رکن یمانی وحجر اسود کے مقام پر ان سے بیعت ہوگی۔ ان کے پاس شام وعراق کے ابدال مقام ابراہیم پر آکر بیعت

ہوں گے۔“

متعدد کتب حدیث سے میں نے صرف ابوداؤد کی یہ روایتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ یہ کتاب ابوداؤد شریف مرزا قادیانی کی پیدائش سے صدیوں پہلے لکھی گئی۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اگر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد کا تذکرہ فرمایا تو اس کی علامات بھی بیان فرمائیں۔ چنانچہ ان روایات سے جو ابھی ابوداؤد شریف سے میں نے بمع ترجمہ کے آپ کے سامنے تلاوت کیں۔ ترجمہ غلط ہو تو قادیانی مربی مجھے ٹوک دیں اور اگر روایات نہ ہوں تو مجھے بولنے سے روک دیں۔ (قادیانی سامعین آپ بات مکمل فرمائیں)

فقیر: بہت اچھا۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ: نمبر۱...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔ نمبر۲...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ نمبر۳...... مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔ فاطمۃ الزہرؓ کی نسل سے ہوں گے۔ نمبر۴...... مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔ نمبر۵...... مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے۔ یہ پانچ بنیادی علامات آپ مرزا قادیانی میں دکھادیں۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز ہو سکے۔

قادیانی مربی: دیکھیں مولانا صاحب نے ابوداؤد کھول کر روایات پڑھیں۔ ان کا ترجمہ کیا۔ لیکن کیا صرف یہی حضرت مہدی کی علامات ہیں؟۔ حضرت مہدی کی بہت ساری علامات ہیں۔ پھر ان میں اختلاف ہے۔ ان کو لیں تو وقت بہت لگے گا۔ اس لئے حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کریں۔

فقیر: میں ان تمام علامات مہدی کو جو احادیث صحیحہ میں بیان کردی گئی ہیں ان کو مانتا ہوں۔ اگر ان میں آپ کے نزدیک اختلاف ہے تو محدثین نے اس کی تطبیق دی ہے۔ آپ میری باتوں کا جواب دیں۔ پھر اختلاف روایات بیان کریں۔ میں تطبیق بیان کروں گا۔ ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔

قادیانی مربی: آپ لکھ کردیں کہ مہدی کی علامات میں کوئی اختلاف نہیں۔ میں ابھی اختلاف بتاتا ہوں۔

فقیر: الحمدللہ! ہم نتیجہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے سامنے تشریف فرما میرے واجب توجہ دوست‘ قادیانی مربی صاحب نتیجہ خیز مجھ سے مطالبہ کررہے ہیں۔ لائیں کاغذ میں لکھ کردیتا ہوں کہ:

نمبر۱...... تمام احادیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نام پر کوئی اختلاف نہیں۔ تمام احادیث متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔ کوئی ایک روایت اس کے خلاف ہے تو میرے دوست قادیانی کرم فرما بتائیں۔ میں بڑے ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ قیامت تک ایک روایت ایسی نہیں بتا سکتے۔ نہ صحیح‘ نہ غلط‘ جس میں مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد کے علاوہ کوئی ذکر ہو۔

نمبر۲...... تمام احادیث میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ اس پر تمام احادیث متفق ہیں۔ اس پر کوئی اختلاف ہو تو میرے قادیانی دوست روایت بیان کریں۔ قیامت تک نہیں دکھا پائیں گے۔

نمبر۳...... تمام احادیث کا اتفاق ہے مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کے خاندان' فاطمی چشم و چراغ' سیدہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ اس کے خلاف کوئی روایت ہے تو میرے قادیانی دوست مناظر پیش کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس کے خلاف قیامت تک روایت پیش نہیں کر سکتے۔

نمبر۴...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آئیں گے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے خلاف کوئی روایت ہے تو میرے قادیانی دوست پیش کریں۔ جبکہ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نہیں کر سکیں گے۔

نمبر۵...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان مکہ مکرمہ آئیں گے۔ یہ بھی متفقہ روایت ہے۔ اس کے خلاف بھی میرے قادیانی دوست کوئی روایت ہے تو بیان کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نہ کر سکیں گے۔

اب میں تمام حضرات کے سامنے اعتراف کرتا ہوں' لکھ کر دیتا ہوں اور دسیوں انگلیوں کے نشان لگا کر دیتا ہوں کہ میں نے جو علامات مہدی علیہ الرضوان حدیث سے پیش کیں ہیں یہ متفقہ ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اب میں بھی اپنے قادیانی مربی و مناظر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان علامات کے خلاف کوئی روایت ہے تو بیان کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ قیامت تک ان علامات کے خلاف کوئی روایت نہ دکھا سکیں گے۔ اب تمام سامعین محترم بالخصوص قادیانی دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے مربی سے فرمائیں۔ وہ بتائیں کہ:

نمبر۱...... مہدی کا نام آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق محمد ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کا یہ نام تھا؟۔

نمبر۲...... مہدی کے والد کا نام .... عبداللہ ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کے والد کا نام عبداللہ تھا۔

نمبر۳...... مہدی کی قوم .... سادات ہوگی۔ کیا مرزا قادیانی کی نسل مغل نہیں؟۔

نمبر۴...... مہدی مدینہ طیبہ سے .... مکہ مکرمہ آئیں گے۔ کیا مرزا مدینہ طیبہ میں پیدا ہوا؟۔

نمبر۵...... مہدی مکہ مکرمہ .... آئیں گے۔ کیا مرزا قادیانی مکہ مکرمہ گیا تھا؟۔

محترم سامعین! احادیث کی روشنی میں میرے پانچ سوال ہیں ان کو حل کر دیں۔ تا کہ ہم حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کریں۔ ہمت کریں کہ جیسے دو اور دو چار کی طرح میں نے ثابت کیا ہے یا تو آپ ان کا خلاف دکھائیں یا مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ علامات دکھائیں یا فرمادیں کہ مرزا قادیانی میں مہدی علیہ الرضوان کی متفقہ بنیادی علامتوں میں سے ایک علامت بھی نہ پائی جاتی تھی۔ بات ختم کریں۔ میں دوسری بحث کے لئے ابھی تیار ہوں۔ ان سوالات کے جوابات ٹھوس' واضح اور دو اور دو چار کی طرح بیان کر کے ممنون فرمائیں۔ میں اپنا قلب وجگر آپ کے قدموں پر رکھنے کے لئے تیار ہوں۔

قادیانی مربی: دیکھیں صاحب! میں نے ابتداء میں بتادیا تھا کہ حیات مسیح پر گفتگو شروع کریں۔ آپ مہدی کو لے کر آ گئے۔ آپ حیات مسیح پر گفتگو کریں۔ ورنہ میں چلتا ہوں۔ یہ کیا کہ ہمارے گھر آ کر دوسری بحث شروع کر دیں۔ بنیادی بحث کیوں نہیں کرتے۔ بس میں چلتا ہوں۔

پروفیسر صاحب: دیکھئے اس وقت تک کی بحث تک ہم معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے۔ نتیجہ کیا ہے؟۔ موجود حضرات اور تمام رشتہ دار بعد میں بیٹھ کر قادیانی ومسلمان نتیجہ نکال لیں گے۔ میں قادیانی مربی سے درخواست کرتا ہوں کہ حیات مسیح علیہ السلام پر ابھی اپنی گفتگو کا آغاز کریں اور دلائل دیں۔ ہمارے مولانا (فقیر) جواب دیں گے۔

فقیر: جی بسم اللہ! مجھے منظور ہے۔

قادیانی مربی: خطبہ...... تعوذ...... اور تسمیہ کے بعد آیت تلاوت کی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ! کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے کے تمام رسول فوت ہوگئے۔ یہی آیت آنحضرت ﷺ پر اتری کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ! کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول فوت ہوگئے۔ میں پوچھتا ہوں بلکہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میرے سامنے کے صاحبان انکار نہیں کرسکیں گے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول نہ تھے۔ کریں انکار۔ قیامت تک نہیں کرسکیں گے۔ لہٰذا جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح علیہ السلام پہلے کے رسول ہیں تو وہ بھی فوت ہوگئے۔ جناب میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟۔

فقیر: محترم میرے کچھ کہنے سے قبل آپ فرمادیں کہ ازروئے لغت 'خلت' کا معنی وفات ہے؟۔ کسی لغت سے یا کسی مجدد کے قول سے۔ میرا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی مستند متفقہ مفسر نے یا تمہارے کسی مسلمہ مجدد نے اس آیت کا یہ معنی نہیں کیا جو آپ نے کیا ہے۔

قادیانی مربی: لغت اور مجددین ومفسرین کی بات نہ کریں۔ میری بات کا جواب دیں۔

فقیر: یہی تو آپ کی بات کا جواب ہے کہ اگر قد خلت کا معنی وفات ہے تو کسی مفسر یا مجدد نے جو مرزا قادیانی سے پہلے کے تھے۔ کسی نے اس آیت سے وفات مسیح پر استدلال کیا ہے تو آپ نام پیش کریں۔ اس کی عبارت پڑھیں۔ ورنہ میں ترجمہ کر کے اپنے ترجمہ کی صداقت پر مفسرین ومجددین نہیں بلکہ قادیانیوں کی شہادت پیش کروں گا۔ کسی ایک مفسر ومجدد کا قول پیش کریں کہ انہوں نے اس کا یہی ترجمہ کیا جو آپ نے کیا۔ نہیں پیش کرسکتے تو میں صحیح ترجمہ پیش کرتا ہوں اور اس پر شہادتیں بھی پیش کروں گا۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب! مجدد' مفسر' لغت کی بات کرتے ہیں۔ میں قرآن پیش کرتا ہوں۔ میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔

فقیر: بھائی آپ جذباتی ہورہے ہیں۔ میرا سوال ہے کہ جو آپ نے ترجمہ کیا ہے آج تک کسی متفقہ مفسر ومجدد نے کیا؟۔ ورنہ تسلیم کریں کہ اس ترجمہ پر پوری امت میں سے آپ کے ساتھ ایک قابل ذکر آدمی بھی نہیں۔ آخر قرآن آج نہیں اترا بلکہ چودہ سو سال قبل اترا ہے۔ جو چودہ سو سال سے امت نے اس کا ترجمہ سمجھا وہ بتادیں۔ میں مان جاؤں گا۔ میں سامعین سے کہتا ہوں کہ میری بات معقول ہے تو قادیانی مناظر سے میرا مطالبہ منوائیں کہ وہ

اپنے استدلال میں کوئی شہادت پیش کریں۔ ورنہ میں صحیح ترجمہ کر کے بیسوں شہادتیں پیش کرتا ہوں۔

سامعین: پروفیسر صاحب اور قادیانی! بات تو صحیح ہے۔ ہم معاملہ کو سمجھ گئے۔ آپ صحیح ترجمہ کریں۔

فقیر: یہی میں چاہتا تھا کہ آپ دوست معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ بسم اللہ! میں ترجمہ کرتا ہوں۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب چکر نہ دیں۔ آپ یہ نہ کہیں کہ میرا ترجمہ غلط ہے۔ کسی مفسر یا مجدد کا ترجمہ ہم پیش تو تب کریں کہ ہم ترجمہ نہ جانتے ہوں یا ہمیں لغت نہ آتی ہو۔

فقیر: بھائی! غصہ نہ ہوں۔ ہم سے پہلے چودہ سو سال کے وہ بزرگ ومجدد لغت جانتے تھے۔ انہوں نے جو ترجمہ کیا اگر وہ آپ والا ہے تو جی بسم اللہ! آپ پیش کریں میں مانتا ہوں۔ نہیں تو میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے جو ترجمہ کیا ہے اس سے پوری امت میں سے کوئی ایک متفقہ مفسر ومجدد آپ لوگوں کے ساتھ نہیں۔ یہ آپ کے گھر کا ترجمہ ہے۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''چودہ سو سال سے جس طرح قرآن مجید مسلمانوں کے پاس موجود ہے اسی طرح چودہ سو سال سے امت کے پاس فہم قرآن بھی رہا۔'' اب میری درخواست ہے کہ امت نے آج تک اس آیت سے کیا؟ سمجھا؟ اگر آپ کا ترجمہ صحیح ہے۔ یہی امت نے سمجھا کہ اس آیت میں انہوں نے وفات مسیح لکھی ہے تو آپ وہ پیش کریں۔ میں مان جاؤں گا۔ آپ پیش نہیں کر سکتے تو آپ کا ترجمہ غلط۔ میں صحیح ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ اس پر لغت' مفسرین ومجددین پیش کرتا ہوں۔

قادیانی مربی: مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہاں لکھا ہے۔

فقیر: آپ میری تردید کریں کہ یہ نہیں لکھا۔ میں مرزا قادیانی کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ انکار کریں۔ اگر انکار نہیں کرتے تو میں پھر بھی مرزا قادیانی کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی کے حوالہ کے بعد جناب پابند ہوں گے کہ چودہ سو سال سے امت کے فہم قرآن سے کوئی ایک شہادت اپنے ترجمہ کے صحیح ہونے پر پیش کریں۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب! آپ ترجمہ کریں۔

فقیر: بھائی میں مسافر ہوں۔ آپ یہاں سے متعارف۔ آپ تنگ کیوں پڑ گئے۔ لیجئے۔ خــــلا ...... خــلــوا ...... خلت! اس کا تمام لغت والوں نے ترجمہ کیا۔ مضــا ...... مضــوا! گزر گیا۔ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا۔ گزر جانا۔ مضت' خلت کا معنی ہے۔ اب ترجمہ کریں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام یا آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول گزر گئے۔ اس جگہ کو چھوڑ گئے۔ یہ جہان چھوڑ گئے۔ کوئی موت سے' کوئی رفع سے' اس جہان سے گزر گئے۔ اگر موت ترجمہ ہو تو قرآن کی آیت اذا خــلــوا الــی شیاطینھم! کیا ترجمہ کرو گے؟۔ قد خلت سنتہ الاولین! کیا تمام پہلی شریعتیں مرگئیں؟ یا منسوخ ہوگئیں۔ وہ گزر گئیں یا فوت ہوگئیں؟۔ گزر گئیں یا منسوخ ہوگئیں۔ وہ شریعتیں آج موجود ہیں۔ لیکن منسوخ ہوگئیں۔ اگر فوت ہوگئیں ترجمہ ہوتا تو آج دنیا میں وہ موجود نہ ہوتیں۔ ان کا موجود ہونا دلیل ہے کہ خلت کا معنی موت نہیں۔ بلکہ مضت ہے۔ گزر گئیں منسوخ شدہ ہوگئیں۔ فرمایئے چودہ سو سال سے لغت اور مفسرین ومجددین نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس مفسر ومحدث کا فرمائیں میں اس کا یہی

ترجمہ پیش کرتا ہوں۔کوئی ایک نام لیں۔ میں اس کی تفسیر سے یہی ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ پوری امت نے جو ترجمہ کیا ہے وہ میرے والا ترجمہ ہے۔ آپ کے ساتھ کوئی ایک مفسر یا مجدد نہیں۔ جبکہ میرے ساتھ پوری امت ہے؟۔

قادیانی مربی: کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ گزر گئے کا معنی مر گئے نہیں۔

فقیر: ابھی گلی سے دو آدمی گزر رہے ہیں۔کیا وہ مر گئے ہیں؟۔

قادیانی مربی: ٹھیک ہے۔گزر گئے۔لیکن پوری آیت کو دیکھیں۔ افامن مات او قتل ! یہ آیت بتارہی ہے کہ خلت دو صورتوں میں بند ہے۔ یا موت یا قتل؟۔

پروفیسر صاحب: مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی واذا خلوا الیٰ شیاطینهم ! اگر خلت دو معنوں میں بند ہے تو پھر آپ بتائیں کہ موت وقتل کی کونسی صورت اذا دخلوا الیٰ شیاطینهم ! میں ہے؟۔

قادیانی مربی: چلیں۔اس آیت کو چھوڑیں۔ میں ایک آیت اور وفات مسیح کی پیش کرتا ہوں۔

فقیر: پہلے آپ تسلیم کریں کہ اس آیت قد خلت ! سے وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ پھر دوسری پیش کریں۔

قادیانی مربی: میں کیوں تسلیم کروں۔ پہلے دوسری آیت پڑھتا ہوں۔

پروفیسر صاحب: دیکھئے مربی صاحب! آپ نے جو پہلی آیت پڑھی ہے۔اس سے آپ کا مقصد واضح نہیں ہوا۔آپ کا اس سے دعویٰ ثابت نہیں ہوا۔ تب ہی تو آپ دوسری آیت کی طرف جاتے ہیں۔ اب ہم مولانا سے کہیں گے کہ حیات مسیح پر دلیل دیں۔ پھر آپ اس کا جواب دیں۔

قادیانی مربی: بالکل ٹھیک ہے۔مولوی صاحب! دیں حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل۔

فقیر: جی! پہلی آیت: اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۰ بسم الله الرحمن الرحیم ۰
فیما نقضهم میثاقهم وکفرهم بآیات الله وقتلهم الانبیاء بغیر حق وقولهم قلوبنا غلف ۰ بل طبع الله علیها بکفرهم فلا یؤمنون الا قلیلا ۰ وبکفرهم وقولهم علیٰ مریم بهتانا عظیما وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول الله وماقتلوه وماصلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیما ۰ نساء:۱۵۵/ ۱۵۸!

﴿ان کو جو سزا ملی سوان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے۔ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب۔ سو ایمان نہیں لاتے مگر کم اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر

صرف انکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔﴾

(۱)...... ان آیات کریمہ میں چار بار سیدنا مسیح علیہ السلام کے لئے ''ہ'' ضمیر لگائی گئی ہے۔ ماقتلوہ...... ماصلبوہ...... ماقتلوہ یقیناً اور بل رفعہ اللہ! میں سیدنا مسیح نہ وہ قتل ہوئے نہ پھانسی دیئے گئے۔ نہ وہ یقیناً قتل ہوئے۔ ظاہر ہے کہ قتل اور پھانسی کا محل جسم ہے کہ روح پر وارد نہیں ہوتا۔ آج تک نہ کوئی روح قتل ہوئی نہ پھانسی دی گئی۔ یہ فعل زندہ جسم پر وارد ہوتا ہے۔ تین بار ''ہ'' ضمیر جسم کی طرف ہے تو چوتھی بار بل رفعہ اللہ! میں بھی جسم کی طرف ''ہ'' ضمیر راجع ہے۔ جو مسیح (جسم) نہ قتل ہوا' نہ پھانسی' نہ یقیناً قتل ہوا۔ بلکہ وہی جسم مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

(۲)...... یہی لفظ بل کا تقاضہ ہے۔

(۳)...... آج تک امت نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ اس آیت میں آج تک مسلمہ مجددین امت ومفسرین قرآن نے اس جگہ رفع سے مراد رفع درجات نہیں لیا۔

(۴)...... رفع کا استعمال درجات کے لئے ہوا لیکن جہاں قرینہ تھا۔ قرینہ کا ہونا بذات خود دلیل ہے کہ رفع کے لفظ کا درجات کی بلندی کے معنوں میں استعمال مجازی معنی ہے۔

(۵)...... اس جگہ سیاق وسباق نفس واقعہ ہے۔ حالات بھی متقاضی ہیں کہ حقیقی معنی لیا جائے۔ یہود مسیح کی روح کو قتل یا پھانسی دینے کے درپے تھے نہ مدعی' بلکہ وہ جسم مسیح کو قتل یا صلیب پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے دعوں کی تردید فرمائی کہ جس جسم مسیح کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اس کو میں نے اپنی طرف اٹھالیا۔

(۶)...... اللہ تعالیٰ مکان وجہت کی قید سے پاک ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں صراحت سے ثابت ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت جہت ہوگی تو مراد آسمان ہوگا۔ أمنتم من فی السماء!﴿ کیا بے خوف ہوتم اس ذات (اللہ تعالیٰ) سے جو آسمانوں میں ہے۔﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اترا۔ مراد من جانب اللہ آسمان سے اترا۔ خود رحمت دو عالمﷺ جب اللہ تعالیٰ سے تحویل قبلہ کے لئے دعا کرتے تو آسمانوں کی طرف چہرہ اقدس فرماتے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مائدہ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے من وسلویٰ آسمانوں سے نازل ہوا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا آسمانوں پر سے ہوا۔ اس پر تمام سماوی مذاہب کا اتفاق ہے۔

(۷)...... رفع کا لفظ لغت عربی میں وضع کے مقابل پر استعمال ہوا۔ وضع نیچے رکھنے کو۔ رفع اوپر اٹھانے کے معنی کو مشتمل ہے۔

(۸)...... اس آیت سے امت مسلمہ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کو مراد لیا ہے۔ جو یہاں اس کے علاوہ دوسرے معنی کو لیتا ہے وہ الحاد پر قدم مارتا ہے۔

دوسری آیت اسی صفحہ قرآنی پر ہے: بسم الله الرحمن الرحيم • ان مثل عیسیٰ عندالله کمثل آدم! ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں آدم علیہ السلام جیسی ہے۔﴾

(۱)...... سیدنا حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

(۲)...... سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی کھوکھ سے سیدہ حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ فقط مرد سے فقط عورت۔ ادھر فقط عورت سے سیدہ مریم علیہا السلام سے فقط مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(۳)...... سیدنا آدم علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر آئے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام زمین سے آسمانوں پر گئے اور پھر آسمانوں سے زمین پر آئیں گے۔

اب میں آتا ہوں احادیث شریف کی طرف۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اسی روایت کو امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں نقل کیا ہے تو صراحت فرمائی کہ: ''ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء'' کہ میرے بھائی سیدنا مسیح علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے۔

(یہاں تک بات پہنچی تو قادیانی مربی مارے ندامت کے غصہ سے لال پیلا ہو کر کرسی سے اٹھا)

قادیانی مربی: چھوڑیں جی اس بحث کو۔ نماز مغرب قضا ہو رہی ہے۔ گفتگو پھر سہی۔

فقیر: جی بسم اللہ! بہت اچھا۔ نماز میں واقعی بہت تاخیر ہو رہی ہے۔ ہم اپنی مسجد میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں واپس آتے ہیں۔ پھر بیٹھتے ہیں۔

قادیانی مربی: آج نہیں۔ پھر کبھی بیٹھیں گے۔

فقیر: ابھی نماز کے بعد بیٹھیں گے۔ ساری رات بیٹھنا پڑا تو فریقین بیٹھیں گے۔ ابھی تو ابتداء ہے۔ دلائل شروع کئے ہیں۔ حیات مسیح پر آپ زور دے رہے تھے میں نے آغاز کیا تو پھر' ور' بھی کا چکر نہیں آنے دیں گے۔ ابھی ساری رات' کل کا دن' پھر رات دن چلیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک بات پوری نہ ہو میری ایک ایک بات کا جواب دیں۔ آپ کی ایک ایک بات کا میں جواب دوں گا۔ ابھی دس منٹ میں ہم واپس آتے ہیں۔ ہمارا انتظار کریں۔

قادیانی مربی: میں پابند نہیں۔ پہلے بہت وقت لگ چکا ہے۔ پھر کبھی سہی۔

پروفیسر صاحب: قادیانی مربی سے اور اپنے رشتہ داروں سے کہ چلو پھر سہی تو وقت اور دن کا تعین کر دیں۔ آپ کو اختیار ہے۔

قادیانی حضرات: کرلیں گے۔ آپ جائیں نماز پڑھیں۔ ہماری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

فقیر: اتنی جلدی گھبرا گئے۔ آپ اور آپ کے مربی گھر سے یوں ترشی سے نکال رہے ہیں۔ ابھی گفتگو کریں۔ جب تک مجلس چلتی ہے چلنے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ آپ اپنے مربی کو تیار کریں کہ وہ میرے دلائل کو توڑے' جواب دے' اعتراض کرے اور مجھ سے جواب لے۔ ابھی تو حیات عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اس کے بعد ختم

نبوت پر گفتگو ہوگی۔ مرزا قادیانی آپ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ان کے لٹریچر سے بتاؤں گا کہ مہدی مسیح ہیں یا...!

قادیانی مربی: بس ہم مناظرہ نہیں کرتے۔ کرتے ہی نہیں۔ آپ کیس کرادیں گے۔

پروفیسر صاحب: اب تک کی بات چیت پر اگر کیس نہیں ہوا تو بقیہ بات چیت پر بھی کیس نہیں ہوگا۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں اور اپنے مولانا (فقیر) سے لکھوا کر دیتا ہوں۔

فقیر: قرآن مجید میرے سامنے ہے۔ کیس تو در کنار آپ فرمائیں تو میں اپنی پگڑی سے تمہارے گھر میں جھاڑو دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن گفتگو کریں۔ تاکہ قیامت کے دن آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں مسئلہ کسی نے سمجھایا ہی نہیں تھا۔ بات کو چلائیں۔ میں گاؤں نہیں چھوڑتا۔ اس وقت تک حاضر ہوں جب تک تصفیہ نہیں ہو جاتا۔

قادیانی مربی: ہمارا گھر ہے۔ آپ قبضہ کرتے ہیں۔ ہم نہیں کرتے مناظرہ نہ تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ آپ کیا کرلیں گے؟۔

فقیر: جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اگر آپ اپنی شکست مانتے ہیں تو پھر آپ کی معذوری پر میں ترس کرتا ہوں۔

بزرگ بابا قادیانی: ہم نے شکست کھائی۔ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں کہ آپ جائیں۔

پروفیسر صاحب: بہت اچھا۔ (یہ کہہ کر ہم وہاں سے مسجد چلے آئے۔ قادیانی مربی دوسرے راستہ سے مکان کے صحن میں چلا گیا۔ تو مسلمان سامعین نے قادیانی سامعین سے کہا کہ تمہارا مربی پانی سے پتلا کیوں ہوگیا۔ اتنی جلدی گھبرا گیا کہ بالکل ریت کی دیوار کی طرح بیٹھ گیا۔ قادیانی سامعین نے ندامت سے کہا کہ چلو چھوڑیں آپ بھی جائیں۔)

نماز سے فارغ ہوکر انہیں مسلمان حاضرین وسامعین نے پرتکلف تواضع سے سرفراز فرمایا۔ ہر مسلمان خوش تھا۔ چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ مولانا! ہمارا مقصد پورا ہوا۔ انشاء اللہ! اب یہ نظر اٹھا کر نہیں چل سکیں گے۔ آپ کو نہیں معلوم کہ دروازہ کے دوسری طرف صحن میں ہماری بیسیوں قادیانی رشتہ دار مستورات بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اب انشاء اللہ محنت سے میدان لگے گا۔ فقیر نے اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب کی لائبریری دیکھی۔ ضروری کتب جن پر ہاتھ رکھا۔ پروفیسر صاحب نے دل وجان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری کے لئے عنایت فرمادیں۔ رات گئے گوجر خان بخیر وعافیت واپسی ہوئی۔ فلحمدللہ اولاً وآخراً!

نوٹ: انہیں دنوں یادداشت سے یہ رپورٹ لکھ لی تھی۔ آج ۱۶ مئی ۲۰۰۵ء کو مسودات تلاش کرتے کرتے یہ کاغذات مل گئے تو قارئین لولاک کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ لہو ونسیان اور عصیان سے درگزر فرمائیں۔ آمین! والحمدللہ رب العالمین!

مولانا زاہد الراشدی

افریقی ملک گنی بساؤ میں قادیانیوں پر پابندی!

روزنامہ پاکستان لاہور نے 12 مارچ 2005ء کی اشاعت میں خبر شائع کی کہ افریقہ کے ایک ملک ’’گنی بساؤ‘‘ میں حکومت نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگادی ہے۔ خبر کے مطابق حکومت کے ترجمان نے بتایا کہ یہ اقدام قومی اتحاد کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیاں مسلمان برادری کے استحکام کے لئے خطرہ ثابت ہورہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ سیاستدان مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ گنی بساؤ میں قادیانیوں کی 30 مساجد اور سکول قائم ہیں۔ 2001ء میں اس وقت کے صدر نے پانچ (قادیانی) پاکستانی رہنماؤں کو ملک سے نکال دیا تھا کہ وہ وہاں کی مسلم برادری سے تعاون میں ناکام رہے تھے اور ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے ایسا ماحول بنتا جارہا تھا جو ملکی استحکام کے لئے نقصان دہ ہے۔

گنی بساؤ شمال مغربی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جس کی کل آبادی بارہ لاکھ کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے اور اس میں مسلمانوں کا تناسب اڑتیس فیصد ہے۔ جبکہ چون فیصد آبادی بت پرست قبائل کی ہے اور آٹھ فیصد عیسائی ہیں۔ یہ مسلم اکثریت کے ملک گنی کے پڑوس میں ہے جو اپنے دارالحکومت بساؤ کے حوالہ سے گنی بساؤ کہلاتا ہے۔ یہ نوآبادیاتی دور میں پرتگال کے قبضے میں تھا اور گنی پر فرانس کا قبضہ تھا۔ گنی کی آبادی ستر لاکھ کے قریب بیان کی ہے جس میں پچاسی فیصد مسلمان ہیں۔ گنی کے علاقے میں اسلام کی دعوت پہلی صدی میں ہی پہنچ چکی تھی اور بربر قبائل جن میں طارق بن زیادؒ جیسے نامور مسلم جرنیل بھی شامل ہیں۔ اس علاقہ میں اسلام کا پیغام پہنچنے کا ذریعہ بنے تھے۔ یہ ملک ایک عرصہ تک مالی کا حصہ رہا ہے۔ مگر پندرھویں صدی عیسوی کے دوران پرتگالی تاجروں نے تجارت کے نام پر یہاں آنا جانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اس پر قبضہ جمالیا۔ وہ یہاں سے انسانوں کو پکڑتے اور غلام بنا کر دوسرے ملکوں میں بیچ دیتے۔ غلام فروشی کا یہ کاروبار کافی عرصہ جاری رہا۔ اس کے بعد گنی پر فرانس نے تسلط جمالیا۔

1880ء کے لگ بھگ ایک مذہبی رہنما امام ساموری طورےؒ نے فرانسیسی استعمار کے نوآبادیاتی تسلط کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور مسلح جہاد کا آغاز کردیا جو کم وبیش بارہ برس تک جاری رہا۔ ان کی قیادت میں مجاہدین نے فرانسیسی استعمار کے خلاف مسلسل گوریلا کاروائیاں کیں۔ مگر بالآخر امام ساموری طورےؒ کو گرفتار کرلیا گیا اور پھر جلاوطن کردیا گیا۔ جون 1990ء کے دوران گیبون میں ان کا انتقال ہوا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آزادی وطن کے

لئے سیاسی جدوجہد کا آغاز ہوا جس کی قیادت امام طورےؒ کے پوتے شیخ احمد سیکوطورےؒ نے کی۔ جو اس خطہ کی ایک موثر تنظیم ''یونین آف ورکرز آف بلیک افریقہ'' کے لیڈر تھے۔ انہی کی قیادت میں ملک کو 1958ء کے دوران آزادی ملی اور ایک عوامی ریفرنڈم کے بعد فرانس نے گنی کو آزادی دے دی۔ شیخ احمد سیکوطورےؒ اس کے بعد کافی عرصہ تک ملک کے صدر رہے۔ حتیٰ کہ 1973ء کے دوران لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی وہ گنی کے صدر کے طور پر شریک ہوئے۔ ان کا انتقال مارچ 1986ء کے دوران امریکہ میں ہوا۔ گنی بساؤ اس گنی کے پڑوس میں ہے اور اس کے نام کی مناسبت سے یوں لگتا ہے جیسے یہ کسی دور میں گنی کا ہی حصہ رہا ہوگا۔

گنی بساؤ میں آزادی کے لئے مسلح بغاوت ہوئی اور چھاپہ مار جنگ لڑی گئی۔ آخر کار نومبر 1973ء میں پرتگالی حکومت نے گنی بساؤ کی آزاد حکومت کو تسلیم کر کے اپنا قبضہ ترک کر دیا۔ ملک میں اگرچہ مسلمانوں کی آبادی چالیس فیصد سے زائد نہیں ہے۔ لیکن گنی بساؤ کی حکومت اسلامی کانفرنس تنظیم کی رکن ہے اور 1973ء کی لاہور کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں اس کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔

افریقہ اپنی پسماندگی کی وجہ سے مسیحی مشنریوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا بھی شروع سے مرکز رہا ہے اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کے دور میں ان سرگرمیوں کو بہت زیادہ عروج حاصل ہو گیا تھا۔ جو پختہ کار قادیانی اور اس کے بین الاقوامی نیٹ ورک کے اہم رکن تھے۔ ان کے دور میں افریقی ممالک میں پاکستان کے سفارت خانے عملاً قادیانیت کی تبلیغ کے مراکز بن گئے تھے اور جب 1953ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ سے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کی برطرفی کا مطالبہ بھی تحریک ختم نبوت کے بنیادی اہداف میں شامل ہوا تو اس کا پس منظر بھی یہی تھا۔ لیکن بعض رپورٹوں کے مطابق اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کیا گیا تو امریکہ ہم سے ناراض ہو جائے گا اور گندم کی ترسیل بند کر دے گا۔ اس دور میں پاکستان گندم کی شدید قلت سے دوچار تھا۔ جس کی وجہ سے خواجہ ناظم الدین کو ''قائد قلت'' کے خطاب سے نوازا جاتا تھا۔ گندم زیادہ تر امریکہ سے آتی تھی اور راشن کارڈ پر فی گھر محدود مقدار میں سرکاری طور پر فروخت کی جاتی تھی۔ مجھے اپنے بچپن کا وہ دور یاد ہے جب میں راشن کارڈ لے کر راشن ڈپو پر لائن میں لگ کر اپنے گھر کے حصے کی گندم خریدا کرتا تھا۔

افریقہ میں قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گنی بساؤ جیسے چھوٹے سے ملک میں جس کی مجموعی آبادی زیادہ سے زیادہ بارہ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اس میں قادیانیوں کی تیس مساجد اور سکول موجود ہیں اور مسلمانوں کے حوالے سے ان کے طرز عمل کا بھی اس سے اندازہ کرلیں کہ ایک ایسے ملک میں جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں۔ قادیانیوں کی سرگرمیاں وہاں کی حکومت کے ترجمان کے مطابق مسلمانوں کے

استحکام کے لئے خطرہ کا باعث بنی ہوئی ہیں اور حکومت کو ان پر پابندی عائد کرنا پڑی ہے۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں کا ہر جگہ یہی حال ہے۔ وہ جہاں بھی ہوں مسلمانوں کے مفادات کے خلاف کام کرنا اور ان کے استحکام کے لئے خطرات کھڑے کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ کیونکہ ان کے آقاؤں نے انہیں اسی کام کے لئے کھڑا کیا تھا۔ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے بقول قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور ان کا طریقہ کار بھی وہی ہے۔ یہ بات پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بھی جیل میں اپنے نگران سے کہی تھی جو کرنل رفیع کی یادداشتوں میں چھپ چکی ہے کہ قادیانی پاکستان میں وہی پوزیشن حاصل کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔

تحریک ختم نبوت کے قائدین اور تمام دینی مکاتب فکر کے رہنما یہی بات موجودہ حکومت کو سمجھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ خدا کرے کہ جو بات گنی بساؤ کی حکومت کو سمجھ آ گئی ہے وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کو بھی سمجھ آ جائے۔ کیونکہ دین اور ملک کا مفاد بہرحال اسی میں ہے۔

❁❁❁ ...... ❁❁❁

قادیانیوں کا قبول اسلام!

☆...... مشہور خاندانی قادیانی تسنیم احمد میر ساکن نزد پاکستان فلور ملز پشاور کی بیٹی نا عمہ صاحبہ بی اے ایل ایل بی نے حضرت مولانا مفتی شہاب الدین صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور' حضرت مولانا نورالحق نور سیکرٹری جنرل مجلس پشاور' حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مہتمم مدرسہ حدیقۃ العلوم پشاور اور دیگر جید علمائے کرام کے روبرو مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتے ہوئے قادیانیت سے تائب ہوکر دامن خاتم النبیین ﷺ سے وابستگی کا اعلان کیا اور اپنے خاندان کے ہر قادیانی فرد سے علیحدگی کا بھی اعلان کیا۔ مفصل خبر اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆...... محمد احمد ولد محمد دین قوم سوہن سکنہ چناب نگر نے قادیانیت سے تائب ہوکر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔

☆...... لبنیٰ بی بی اور محمد بابر ولد غلام سرور ساکن چناب نگر نے عیسائیت سے تائب ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام نومسلم حضرات کو دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

جناب حامد میر

اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی...... کیوں!

سوئٹزرلینڈ کے پہاڑی شہر ڈیووس میں ہر سال ورلڈ اکنامک فورم کا سالانہ اجلاس منعقد ہوتا ہے جس میں دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں اور دانشوروں کو خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ جنوری 1994ء میں اس وقت کی وزیراعظم محترمہ بےنظیر بھٹو کو ڈیووس میں ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ محترمہ بےنظیر بھٹو کے وفد میں یہ خاکسار بھی بطور اخبار نویس شامل تھا۔ اس اجلاس میں معروف امریکی دانشور سیموئل ہنگٹن نے تہذیبوں کے تصادم کا تصور پیش کرتے ہوئے مغرب کو اسلام کے خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندو تہذیب اور مغربی تہذیب آپس میں فطری اتحادی ہیں۔ جبکہ اسلامی تہذیب کا اتحاد چینی تہذیب کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ دس سال پہلے سیموئل ہنگٹن کے خیالات پر اکثر مبصرین کو حیرت ہوئی تھی۔ ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں سیموئل ہنگٹن کی تقریر کے بعد اسرائیلی وزیر خارجہ شمعون پیریز نے خطاب کیا۔ محترمہ بےنظیر بھٹو کا خطاب آخری سیشن میں تھا۔ لہٰذا میں چائے پینے کے لئے کانفرنس ہال سے باہر نکلا تو شمعون پیریز بھی باہر نکلتے دکھائی دیے۔ میری صحافیانہ رگ پھڑکی اور میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ ہال کے باہر شدید برف باری ہورہی تھی اور پھسلن کے باعث گاڑیوں کا حرکت کرنا مشکل تھا۔ شمعون پیریز کو بتایا گیا کہ ہال سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر ایسی مشینیں موجود ہیں جو برف صاف کررہی ہیں اور گاڑیاں چل سکتی ہیں۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب شمعون پیریز اپنے دو محافظوں کے ہمراہ پیدل ہی روانہ ہوگئے۔ ایک سوئس صحافی نے بھاگ کر ان کے ساتھ ہاتھ ملایا اور تعارف کرواکر ملاقات کا وقت مانگا۔ اسرائیلی وزیر خارجہ نے اسے کہا کہ آؤ میرے ساتھ۔ پندرہ بیس منٹ پیدل چلو اور گفتگو کرلو۔ لیکن سوئس صحافی کو واپس کانفرنس ہال میں جانا تھا۔ اس نے معذرت کرلی۔ میں فوراً چھلانگ مار کر شمعون پیریز کے سامنے آگیا اور بغیر تعارف کروائے اعلان کیا کہ میں ان کے ساتھ برف باری میں پیدل چلنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے کوئی جواب دینے سے پہلے میرے گریبان میں لٹکے ہوئے کانفرنس کارڈ پر نظر ڈالی اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ: ''کیا تم پاکستانی ہو؟'' میں نے اثبات میں جواب دیا اور زور دے کر کہا کہ میں صحافی ہوں اور میرا تعلق روزنامہ جنگ سے ہے۔ شمعون پیریز نے جواب دیا کہ ہاں! ہاں! یہ اردو کا اخبار ہے اور لندن سے بھی شائع ہوتا ہے۔ اس جواب نے مجھے حیران سے زیادہ پریشان کردیا۔

اسرائیلی وزیر خارجہ نے اشارے سے مجھے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ میں نے اپنے چھوٹے سے بیگ میں سے ٹیپ ریکارڈ نکالنا چاہا تو ایک محافظ نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لیا اور انگریزی میں کہا کہ کیمرہ مت

نکالو۔ میں نے بتایا کہ یہ ٹیپ ریکارڈ ہے۔ شمعون پیریز بولے کہ ٹھیک ہے تم نکال سکتے ہو۔ لیکن ابھی نہیں۔ ہوٹل پہنچ کر کافی پئیں گے پھر تم انٹرویو کر لینا۔ اب ہم پیدل چلتے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے میری قومیت پوچھی۔ میں نے بتایا کہ پاکستانی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نسلی قومیت بتاؤ۔ میں نے بتایا کہ کشمیری ہوں۔ شمعون پیریز نے کہا کہ ''میر'' کشمیری ہوتے ہیں اوران کا تعلق بنی اسرائیل کے ان گمشدہ قبائل سے ہے جو ہزاروں سال پہلے فلسطین سے دربدر ہوئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس سلسلے میں ایک یہودی مصنف فضیر قیصر نے انگریزی میں کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام Jesus dicd in kashmir ہے اور کتاب میں میر، بٹ، ڈار، گنائی، منٹو، شال، گابا، کچلو اور بہت سی دیگر کشمیری ذاتوں کا تعلق نا صرف بنی اسرائیل سے جوڑا گیا ہے بلکہ یہودیوں کی پرانی کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔

لیکن محققین کی اکثریت ان دعوؤں کو درست تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ فضیر قیصر کی کتاب میں قادیانیوں کے عقائد کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں موت ہوئی۔ ان کا مقبرہ بھی وہیں ہے اور قادیانیوں کا جھوٹا پیغمبر مرزا غلام احمد قادیانی اصلی مسیح موعود تھا۔ (نعوذ باللہ)

شمعون پیریز نے پوچھا کہ پھر تم کون ہو؟ یہ ایک مشکل سوال تھا۔ اس وقت تک مجھے صرف اتنا پتہ تھا کہ میرے بزرگوں کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہے اور وہ مہاجر بن کر سیالکوٹ آئے تھے اور ہجرت کے دوران میرے نانا غلام احمد جراح کا آدھے سے زیادہ خاندان جموں کے نواح میں قتل ہو گیا اور میری والدہ اپنی دو بہنوں کو لاشوں سے بھری ہوئی بس میں چھپا کر بڑی مشکل سے سیالکوٹ پہنچیں۔ میرے دادا میر عبدالعزیز بتایا کرتے تھے کہ ہمارا تعلق میر شاہ ہمدانؒ سے بنتا ہے اور ہمارے بہت سے رشتہ دار بڈگام اور انت ناگ میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے زیادہ پتہ نہیں تھا۔ بہرحال باتیں کرتے کرتے ہم ہوٹل پہنچے۔ وہاں میں نے شمعون پیریز کا دس منٹ انٹرویو ریکارڈ کیا اور شام کو واپس جینوا آ گیا۔ اس ملاقات کے بعد میں نے قادیانیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی وجوہات پر معلومات حاصل کرنا شروع کیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ وہ پہلے جہاندیدہ شخص تھے جنہوں نے 1931ء میں قادیانیوں کی حقیقت جان لی۔ قادیانیوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی قائم کردہ کشمیر کمیٹی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مرزا بشیرالدین محمود قادیانی کو اپنے کانوں سے توہین رسالت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے کشمیر کمیٹی سے نکلوا دیا۔ قادیانی اس زمانے سے کشمیر کو ایک قادیانی ریاست (مرزائی اسٹیٹ) بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو اسرائیل میں اپنا دفتر قائم کرنے کی اجازت ہے اور لندن میں قائم احمدیہ ٹیلی ویژن کو دنیا بھر میں قادیانیت پھیلانے کے لئے یہودی اداروں سے امداد ملتی ہے۔ قادیانیوں اور یہودیوں میں محبت کی دو اہم وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ دونوں ختم نبوت کے منکر ہیں اور دوسری یہ کہ دونوں جہاد کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں یہ نظم شامل کی ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

مذکورہ بالا اشعار پر غور کیجئے۔ آج کے تمام روشن خیال اور لبرل مخالفین جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات میں زیادہ فرق نہیں اور یہی ہے وہ نکتہ جو قادیانیوں اور یہودیوں کے گٹھ جوڑ کا باعث بنا اور آخر قادیانیوں کی کوششوں سے یروشلم اور نئی دہلی میں بھی نئے روابط اور نئی دوستی تشکیل پائی۔ آج قادیانی جماعت کو اسرائیلی اور ہندوستانی خفیہ اداروں کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔

قادیانی جماعت نے کچھ عرصہ قبل منصور اعجاز نامی امریکی بزنس مین کے ذریعہ مقبوضہ کشمیر میں اپنا نیٹ ورک بنانے کا آغاز کیا۔ منصور اعجاز کے والدین قادیانی تھے اور منصور اعجاز اسرائیلی ادارے موساد کا زرخرید ایجنٹ ہے۔ چار سال قبل منصور اعجاز نے بھارتی فوج کی حفاظت میں سرینگر کا دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد کشمیر میں امن کا قیام تھا۔ لیکن حقیقت میں اس دورے کے بعد کشمیر میں اسرائیل اور بھارت نے بہت سے خفیہ اور اعلانیہ مشترکہ منصوبے شروع کئے۔ پچھلے دنوں واشنگٹن میں میری ملاقات کچھ ایسے اعتدال پسند یہودی دانشوروں سے ہوئی جو اسرائیل کی کشمیر میں بڑھتی ہوئی دلچسپی سے پریشان ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مسئلہ فلسطین کی وجہ سے ہر یہودی کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اسرائیل نے کشمیر میں بھی مداخلت بڑھا دی تو اس نفرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔

غور کیا جائے تو کشمیر میں اسرائیل کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کی صرف ایک وجہ نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ جموں اور سرینگر کے ایئرپورٹ پاکستان کے بہت قریب ہیں۔ اسرائیل ان ہوائی اڈوں کو پاکستان پر حملے کے لئے استعمال کرسکتا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ گوہر ایوب نے خود مجھے بتایا کہ مئی 1998ء میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے دو دن قبل ہمیں سعودی عرب اطلاع دی کہ اسرائیلی فضائیہ سرینگر ایئرپورٹ سے کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز پر حملہ کرنے والی ہے۔ گوہر ایوب کے بقول نے ہم نے راتوں رات بھارتی ہائی کمشنر کو دفتر خارجہ طلب کیا اور وارننگ دی کہ اگر ہماری تنصیبات پر حملہ ہوا تو جواب میں دہلی، کلکتہ، بمبئی اور بنگلور کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔ بھارتی ہائی کمشنر نے فوری طور پر نئی دہلی کو اس وارننگ کی اطلاع دی اور یوں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کا

اسرائیلی منصوبہ ناکام بنایا گیا۔ افسوس کہ عالم عرب پاکستان اور کشمیر کے خلاف اسرائیلی اور بھارتی عزائم سے پوری طرح خبردار نہیں ہے۔

22 دسمبر 2004ء کے اخبارات میں فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی کہ مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی ساختہ جاسوس طیارے تعینات کر دیئے گئے ہیں جو مجاہدین کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں۔ اسرائیل کی ان مجاہدین سے نہیں بلکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے لڑائی ہے۔ اسرائیل کا اصل نشانہ یہ مجاہدین نہیں بلکہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ہے۔ مجاہدین کے بعد ایٹمی پروگرام کی باری ہوگی۔ یہ بات اگر ارباب اختیار کو سمجھ آ جائے تو انہیں کشمیری مجاہدین دہشت گرد نہیں بلکہ پاکستان کے محافظ نظر آئیں گے۔ پاکستان کو چاہئے کہ وہ صرف ہندوستانی رائے عامہ کو نہیں بلکہ مغربی اور مشرق وسطیٰ کی رائے عامہ کو بھی کشمیر میں اسرائیلی عزائم سے خبردار کرے۔ کیونکہ اسرائیل کی کوئی بھی غلطی صرف اس خطے کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو ایک ایٹمی تصادم کی طرف دھکیل سکتی ہے۔

زندگی!

زندگی نعمت خدا وند ہے
حکم الٰہی کی پابند ہے
حکم الٰہی روح ہے سراپا
مٹی کے پتلے میں اس کو ہے ڈھانپا
اعمال نیک کرتے ہی رہنا
سنت سراپا اس کا ہے گہنا
مقرر حدود کردی خدا نے
غلطی پر توبہ بھی رکھ دی خدا نے
نکلا حدود سے جو بھی عبدالقادر
نار جہنم کی اوڑھی اس نے چادر
دنیا کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا
یہ جھونکا ہوا کا ہے سپنا سہانا
نعمت امانت یہ ہے زندگی
کھلونا نہیں ہے کرنی بندگی

عبدالقادر، اسلام آباد

جناب ناصر محمود

سچا نبی اور جھوٹا مدعی نبوت سیرت اور صورت کے تناظر میں!

مرزا غلام قادیانی کی صورت قبیحہ

مرزا قادیانی کی تصویر پر اچٹتی نظر پڑتے ہی اس کی کمال بے حیائی کا انسان معترف ہو جاتا ہے۔ سیرت تو دور کی بات' صورت بھی کسی اچھے بھلے قماش کے آدمی سے نہیں ملتی۔ چہرہ آٹے کے پیڑے کی طرح بچکا ہوا اور اکناف واطراف کی طرف نکلا ہوا ہے۔ بے رنگ اور بدمزہ پھیکا چہرہ گناہ اور عصیان کی غمازی کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کی آنکھیں باہم برابر نہیں بلکہ ایک چھوٹی اور تقریباً مسخ شدہ اور باہر کو ابھری ہوئی اور دوسری آنکھ بڑی لیکن سفیدی سیاہی پر غالب نہایت کریہہ دکھائی دیتی ہے اور ہر وقت چشم نیم باز رہتا گویا مرگی زدہ یا نشے والا ہو۔ غایت تکلف کے باوجود بھی مرزا قادیانی کی آنکھیں کھل نہیں سکتی تھیں۔

مولوی شیر علی نے بیان کیا کہا کہ: ''باہر مردوں میں بھی حضرت مرزا کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت مرزا مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی۔ مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۷۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بال جھڑے پلکیں اندر کی طرف دبکی ہوئی' موٹی بھدی سی گردن' بالوں کا اندازہ مشکل اس لئے کہ ہر وقت اپنے بالوں پر ایک بڑی سکھوں والی پگڑی بندھی ہوتی تھی جس سے غالباً دو فائدے حاصل ہوتے تھے۔ ایک تو یہ کہ لمبوترا اور غیر مناسب چھوٹا سا سر چھپا رہتا تھا' دوسرا یہ کہ سخت کانٹے دار بال بھی پردہ میں رہتے تھے' موٹے موٹے ہونٹ خمیری روٹی کی طرح پھولے ہوئے تھے' رخسار نہایت بے رونق اور بھڑ کے کاٹے ہوئے شخص کی طرح متورم ہوتے تھے' تیل اور کنگھی سے بے نیاز بکھری ہوئی داڑھی دیکھ کر بھوت کا گمان ہوتا تھا' چال بے ڈھنگی اور بانکی ہوتی تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو کچھ ایسی بیماریاں بھی تھیں جن کی وجہ سے مرزا قادیانی ہر وقت نیم جان رہتا تھا۔ مراق (مالیخولیا) کا مرض مرزا قادیانی کو دائمی طور پر لگا رہتا تھا۔ یہ مرض چونکہ جنون ہی کی ایک قسم ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوئ نبوت' پیشین گوئیاں اور دیگر اول فول بکنا اس مرض کے زندہ کرشمے ہیں۔

مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: ''مجھے مراق کی بیماری ہے۔'' (ریویو آف ریلیجز بابت اپریل ۱۹۲۵ء)

مرزا قادیانی مراق کے ساتھ ساتھ مرگی، سردرد، تشنج، ضعف دماغ اور ذیابیطس کا بھی مریض تھا اور سب سے بڑھ کر وہ نامرد بھی تھا۔ حالانکہ ہر سچے نبی کے اندر اللہ رب العزت نے چالیس مردوں کی طاقت رکھی ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تریاق القلوب ص۳۵،۳۶، خزائن ص۲۰۲، ۲۰۳ ج۱۵ میں خود ان امراض کا ذکر کیا ہے کہ: ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل و دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرض ذیابیطس اور دورِ سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔''

مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت قبیحہ

مرزا غلام احمد قادیانی میں نیکی، اچھائی، بھلائی اور شرافت وغیرہ کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ اس کے علاوہ بدزبانی، گالم گلوچ اور فحش گوئی جیسے افعال قبیحہ کا ارتکاب بھی ہوتا رہتا تھا۔ اس کی چند مثالیں مرزا قادیانی کی ہی عبارات سے ملاحظہ ہوں:

✿...... ''سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴)

✿...... ''ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجری کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷)

قارئین کرام! جیسا سب کو معلوم ہے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ عام لوگ شراب پئیں یا منگوائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ جہالت یا غلبہ شیطانیت ہے۔ لیکن جب جھوٹا مدعی نبوت خود شراب کا شوق فرمانا شروع کر دے تو چنانچہ خطوط امام بنام غلام احمد ص۵ پر مرزا قادیانی نے بڑی تاکید کے ساتھ شراب منگوائی تھی۔ مرزا قادیانی کا خط ملاحظہ ہو:

''مجی اخویم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن ای پلومر کی دکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔''

مرزا قادیانی بہادری کے نام سے بدکتا تھا۔ جہاد جو پامردی، شجاعت وبسالت کا مظہر ہوتا ہے مرزا قادیانی نے نہ صرف کنارہ کشی اختیار کی۔ بلکہ اس سے لوگوں کو روکا کہ کہیں الزام نہ پڑے کہ اوروں کو تو دعوت دیتا ہے مگر خود بھیگی بلی بن کر میدان کارزار میں نہیں ٹھہرتا۔ چنانچہ ذیل کے اشعار میں جہاد کی تردید کا اعلان کرتا ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے لئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۹)

جہاد کی اہمیت کا پتہ تو اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود بنفس نفیس ۲۷ غزوات میں شرکت فرمائی اور ۷۰ سے زائد سرایا بھیجے۔ چار صد سے زائد اور سینکڑوں احادیث جہاد کی اہمیت بتانے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اس عظیم فریضہ کو بالکل فضول اور لغو سمجھتا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول اکرم کی نافرمانی کرتا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم ص۲۸'۲۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کو سخاوت کے لفظ سے خاص چڑ تھی۔ چنانچہ اکثر و بیشتر چندہ سکیموں کے لئے لمبے چوڑے اشتہار چھپوائے جاتے تھے۔ لوگوں کی طرف سے جو مدد ملتی تھی اس کو ناکافی سمجھتا اور زیادہ سے زیادہ کی تلاش رہتی۔ مرزا قادیانی کے فرشتے بھی مرزا قادیانی کو خیرات بھیجا کرتے تھے۔ جس میں فرشتہ ٹیچی ٹیچی سرفہرست تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

”۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے نام پوچھا۔ اس نے کہا کہ نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۳۳۲' خزائن ج۲۲ ص۳۴۵'۳۴۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے گھر والوں سے تعلقات اس کے اخلاق و کردار کی غمازی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی کو استہزاء پھجے دی ماں کہہ کر پکارتا تھا۔ دوسری شادی کرنے کے بعد پہلی بیوی کے ساتھ تعلقات نہ صرف کشیدہ رہے۔ بلکہ اس کے جائز حقوق بھی ادا نہ کرتا تھا۔ آخر میں اس پہلی بیوی کو طلاق بھی دے دی اور اس کے بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق بھی کر دیا تھا۔ جو آدمی تعدیل بین زوجین کی صریح نص کی مخالفت اور صلہ رحمی چھوڑ دے وہ کیا نبی بن کر لوگوں کو حق کی طرف بلائے گا:

بادہ عصیاں سے دامن تر بہتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دوعالم ہمی سے ہے

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

مرکزی ناظم اعلیٰ کا دورہ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ گزشتہ ماہ سندھ کے دورے پر حیدرآباد تشریف لائے۔ کچھ دیر دفتر حیدرآباد میں ٹھہرنے کے بعد ٹنڈو غلام علی تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن مسجد مبارک میں خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی‘ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور جناب محمد حنیف مغل ہمراہ تھے۔ بعدازاں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کنری تشریف لے گئے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ کانفرنس سے دیگر مقررین حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی‘ حضرت مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا قاری کامران احمد‘ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی‘ حضرت مولانا خان محمد کندھانی نے خطاب فرمایا۔

خطاب جمعۃ المبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے 6 مئی کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مدینہ مسجد شاہی بازار میرپورخاص میں دیا۔ جبکہ حضرت مولانا اللہ وسایا نے نمرہ مسجد سٹلائٹ ٹاؤن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے بخاری مسجد کنری‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے ربانی مسجد مکرانی محلہ میرپورخاص میں خطبہ جمعہ دیا۔

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آلہیار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آلہیار کے زیراہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ حضرت علامہ احمد میاں حمادی‘ حضرت مولانا قاری کامران احمد‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب فرمایا۔ ہدیہ نعت جناب سائیں شہباز احمد نے پیش کی۔ کانفرنس کی نگرانی حضرت مولانا مفتی عرفان احمد‘ حضرت مولانا راشد محبوب‘ حضرت مولانا محمد خالد نثار نے کی۔

ختم نبوت کانفرنس حیدرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے زیراہتمام 7 مئی کو بعد نماز عشاء جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ میں ختم

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

مرکزی ناظم اعلیٰ کا دورہ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ گزشتہ ماہ سندھ کے دورے پر حیدرآباد تشریف لائے۔ کچھ دیر دفتر حیدرآباد میں ٹھہرنے کے بعد ٹنڈو غلام علی تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن مسجد مبارک میں خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی' حضرت مولانا محمد نذر عثمانی' حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور جناب محمد حنیف مغل ہمراہ تھے۔ بعدازاں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کنری تشریف لے گئے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ کانفرنس سے دیگر مقررین حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی' حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا قاری کامران احمد' حضرت مولانا محمد نذر عثمانی' حضرت مولانا محمد علی صدیقی' حضرت مولانا خان محمد کندھانی نے خطاب فرمایا۔

خطاب جمعۃ المبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے 6 مئی کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مدینہ مسجد شاہی بازار میرپور خاص میں دیا۔ جبکہ حضرت مولانا اللہ وسایا نے نمرہ مسجد سٹلائٹ ٹاؤن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے بخاری مسجد کنری' حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے ربانی مسجد مکرانی محلہ میرپور خاص میں خطبہ جمعہ دیا۔

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آلہیار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آلہیار کے زیراہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' حضرت علامہ احمد میاں حمادی' حضرت مولانا قاری کامران احمد' حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب فرمایا۔ ہدیہ نعت جناب سائیں شہباز احمد نے پیش کی۔ کانفرنس کی نگرانی حضرت مولانا مفتی عرفان احمد' حضرت مولانا راشد محبوب' حضرت مولانا محمد خالد نثار نے کی۔

ختم نبوت کانفرنس حیدرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے زیراہتمام 7 مئی کو بعد نماز عشاء جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ میں ختم

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ اسلام آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دس روزہ تبلیغی دورہ پر اسلام آباد تشریف لائے۔ جہاں آپ نے مقامی مبلغین حضرت مولانا مفتی محمود الحسن‘ حضرت مولانا ذوالفقار احمد طارق کی معیت میں اسلام آباد کی مختلف مساجد میں درس دیئے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے علمائے کرام ومشائخ عظام سے ملاقاتیں کی۔ راولپنڈی کے مختلف پانچ علاقوں میں ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا اور نئے مبلغ حضرت مولانا ذوالفقار احمد طارق کا تعارف کرایا۔ الحمدللہ! آپ کا تبلیغی دورہ خاصا کامیاب رہا۔

دفتر اسلام آباد میں حرمت قرآن کے عنوان پر اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیوبا اور گوانتاناموبے میں امریکی فوجیوں کی قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف پورے ملک کی طرح صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب امیر مجلس جماعت اسلام نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم کوہستانی ایم این اے‘ حضرت مولانا عبدالمالک خان ایم این اے‘ جناب میاں محمد اسلم ایم این اے اسلام آباد سمیت تین درجن سے زائد علمائے کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کی طرف سے 27 مئی کے یوم احتجاج کو کامیاب کرنے کے لئے کئی ایک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 26 مئی کو راولپنڈی میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں بھی بھرپور احتجاج کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز مجلس کے مبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن‘ حضرت مولانا ذوالفقار احمد طارق کی مختلف مساجد میں تشکیل ہوئی جہاں مبلغین حضرات نے امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی بھرپور مذمت کی۔

اسلام آباد میں متحدہ مجلس عمل کا مظاہرہ

حرمت قرآن کے سلسلہ میں اسلام آباد میں آب پارہ مارکیٹ سے پارلیمنٹ ہاؤس تک بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جلسہ کی شکل اختیار کرلی۔ جس میں محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ مظاہرہ کی قیادت متحدہ مجلس عمل کے صدر جناب قاضی حسین احمد‘ جناب جنرل حمید گل‘ جناب قاری گل رحمٰن ایم این اے اور دیگر قائدین نے کی۔ مجلس کی نمائندگی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ مقررین نے امریکی فوجیوں کے اقدام کو شرافت‘ تہذیب اور اخلاقیات کے منافی قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ امریکہ جب تک گستاخ قرآن فوجیوں کو اسلامی عدالت کے سپرد نہیں کرتا احتجاج جاری رہے گا۔ مقررین نے جنرل پرویز مشرف کی نام نہاد روشن خیالی کی بھرپور مذمت کی اور عالم اسلام کے ساتھ امریکہ کی زیادتیوں کا باعث پرویز مشرف کی ناکام خارجہ پالیسی کو قرار دیا۔ مظاہرہ وجلسہ عصر تک جاری رہا۔

قادیانی رسائل اور دفاتر کے کاغذات میں ربوہ کی بجائے چناب نگر لکھوایا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی جماعت غیر مسلم کی ہٹ دھرمی کا خاتمہ کر کے قادیانی رسائل دفاتر کے کاغذات میں ربوہ کی بجائے چناب نگر لکھوایا جائے اور 17 نومبر 1998ء کو پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد کہ ربوہ کا نام تبدیل کرنے اور گورنر پنجاب کی طرف سے 4 فروری 1999ء کو ربوہ کا نام تبدیل کر کے نواں قادیان اور پھر چناب نگر رکھنے کے جاری شدہ نوٹیفکیشن پر قادیانی جماعت سے بھی عمل درآمد کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب اسمبلی نے صوبائی وزیر مال کو اختیار دیا تھا کہ وہ ربوہ کا موزوں نام رکھ دیں۔ جس پر ایک عالم دین کی تجویز پر ربوہ کا نام تبدیل کر کے نواں قادیان رکھ دیا گیا اور 12 دسمبر 1998ء کو نواں قادیان کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا۔ جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتجاج کیا اور مولوی فقیر محمد کی تحریری تجویز پر نواں قادیان کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا گیا۔ جس کا نوٹیفکیشن 4 فروری 1999ء کو جاری کیا گیا۔ جبکہ ریلوے کے جنرل منیجر نے کہا کہ جب تک ڈپٹی کمشنر جھنگ اور سروے آف پاکستان وزارت دفاع منظوری نہیں دیگی ریلوے اسٹیشن ربوہ کا نام ریلوے ٹکٹوں پر چناب نگر نہیں لکھا جائے گا۔ جس پر عالمی مجلس کی تحریک پر ڈی سی جھنگ نے 10 مئی کو منظوری دی تھی جو کاغذات دیر سے ریلوے محکمہ کو موصول ہوئے جس پر جنرل منیجر ریلوے نے 26 مئی 1999ء کو نوٹیفکیشن جاری کیا اور ملک بھر کے ریلوے کے تمام افسران کو مطلع کیا گیا۔ اس نوٹیفکیشن کے مطابق 27 مئی 1999ء کو عالمی مجلس کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جا کر پلیٹ فارم کے بورڈوں اور ریلوے اسٹیشن کی عمارت پر ربوہ کا نام مٹا کر چناب نگر لکھوایا۔ اس طرح 1948ء کے بعد ربوہ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ اس ضمن میں تمام ریکارڈ فیصل آباد دفتر ختم نبوت میں موجود ہے۔ مئی کا مہینہ تاریخی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہونے کے بعد یکم مئی کو آنجہانی مرزا طاہر ربوہ سے بھاگ کر لندن چلا گیا تھا۔ وہیں مردار ہو کر وہیں دفن ہوا۔ 29 مئی 1974ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلبہ کو زدوکوب کرنے پر قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پاگئے۔

ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنڈیارو کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا محمد حسین ناصر' حضرت مولانا صبغت اللہ جوگی' حضرت مولانا محمد عیسیٰ سمو' حضرت مولانا غلام محمد نے کہا کہ مسلمانوں کی ملی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ علمائے کرام نے کہا کہ تمام مسلمان قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کر کے ان سے خرید وفروخت' بول چال' رشتہ ناطہ اور تمام طرح کے تعلقات ختم کر لیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ جو مسلمان قادیانیوں سے تعلقات رکھے گا وہ کل قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ آج ہم اپنے ماں باپ کے دشمن

کے ساتھ تو تعلقات ختم کر لیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے دشمن کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں تو ہم کہاں کے مسلمان ہوئے۔ حضرت مولانا غلام محمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ ہم مسلمان اگر نبی کریم ﷺ کی عزت کے تحفظ کے لئے کچھ نہ کر سکیں تو ہم سے گلی کا کتا بھی اچھا ہے کہ گلی کے ٹکڑے کھا کر رات کو گلی والوں کی بھونک کر چوروں سے حفاظت تو کرتا ہے۔ ہم مسلمانوں کی عزت نبی کریم ﷺ کی عزت سے وابستہ ہے۔ اس لئے علمائے کرام کو تمام فروعی اختلاف ختم کر کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے متحد ہونا چاہئے۔ علمائے کرام نے جامعہ انوار العلوم کے اساتذہ کرام وطلبائے کرام کو خراج تحسین پیش کیا کہ جنہوں نے کانفرنس کو کامیاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں

جامع مسجد دارالفیوض کندھ کوٹ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ قادیانیوں کا وجود آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا نشان ہے۔ ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک بھی قادیانی یہاں پر اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کر سکے۔ لیکن ہم ملک میں امن وامان کی فضا کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں کو لگام دے۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ قادیانیت نام ہے بے غیرتی کا' قادیانیت نام ہے اسلام وملک سے غداری کا' قادیانیت نام ہے کافروں کے لئے مخبری کا' قادیانیت نام ہے آقائے دوجہاں حضرت محمد ﷺ سے بغاوت کا اور قادیانیت نام ہے امت مسلمہ کے دشمن اور یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں کا۔ لہذا تمام مسلمان متحد ہو کر اس فتنہ کا مقابلہ کریں۔ آج قادیانی اور ان کے ایجنٹ ملک میں امن وامان کی فضا خراب کر رہے ہیں۔

ہری پور ہزارہ میں مجلس کی تشکیل

17 مئی کو جامع مسجد شیر انوالہ گیٹ ہری پور ہزارہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً دوسو سے قریب علمائے کرام اور معززین شہر شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں ہری پور کے لئے مستقل مجلس تحفظ ختم نبوت کی باڈی تشکیل دی گئی۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

سرپرست حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند' سرپرست دوم حضرت مولانا فضل مولیٰ صاحب مہتمم انوریہ ڈھینڈہ ہری پور' امیر حضرت مولانا قاضی عبدالعلیم صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ ہری پور' نائب امیر حضرت مولانا قاری عبدالمالک عباسی ناظم احمد المدرس سکندر پور ہری پور' جنرل سیکرٹری حضرت مولانا مطیع الرحمن قاسمی خطیب پرانی کمیٹی ہری پور' ڈپٹی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا صاحبزادہ احسان علی شاہ ہری پور' خزانچی حضرت مولانا قاری عبیدالرحمن خطیب اعظم کوٹ نجیب اللہ ہری پور' سیکرٹری نشرواشاعت حضرت مولانا محمد معاویہ ناظم جامعہ اسلامیہ عربیہ جی ٹی روڈ ہری پور۔

ہمراہ جامع مسجد طور G-6-2 جمعہ کے خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضرت مولانا قاری عبدالغفار‘ جناب قاری محمد ظفر‘ جناب قاری محمد امین‘ جناب فرحان اور دیگر منتظمین نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا قیمتی ایمان افروز‘ دلنشین اور محبت کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا بیان شروع کیا تو لوگ کشاں کشاں جمع ہوتے چلے گئے۔ ایک گھنٹہ پر محیط حضرت طوفانی کا عالمانہ‘ مفکرانہ‘ مجاہدانہ بیان ہوا۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی انجام دہی پر زور دیا گیا۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد منتظمین نے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ دریں اثناء پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا عزیز الرحمن رحمانی بھی تشریف لے آئے۔ بحمد اللہ! پروگرام بہت اچھا رہا۔ انہوں نے شفقت فرمائی۔ راقم کے اصرار پر دفتر تشریف لائے اور کچھ دیر قیام کے بعد کراچی کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے جامعہ فریدیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرشید غازی کو جامعہ فریدیہ میں طلبہ کے کامیاب تقریری مقابلہ پر مبارک دینے کے لئے ان سے وقت طے کیا۔ انہوں نے شفقت فرمائی۔ وہ جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد دفتر تشریف لائے۔ بزرگوں کے درمیان تبادلہ خیال ہوا۔ انہوں نے جامعہ فریدیہ میں بیان کی دعوت دی۔ جس کو حضرت طوفانی صاحب نے بخوشی قبول فرمایا۔ بعد نماز مغرب حضرت طوفانی صاحب نے اسلام آباد کی مشہور دینی درس گاہ گلشن محمدی‘ جامعہ محمدیہ میں طلبہ عزیز سے بیان کیا اور ان کے سامنے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور تحفظ ختم نبوت کے کام کی ذمہ داری کے عنوان پر نہایت دل سوز بیان کیا۔ مجمع نے کام کرنے کا بھرپور ارادہ فرمایا۔ نماز عشاء راقم کے ہمراہ اسلام آباد کی عظیم دینی درس گاہ گلشن بنوری بیاد حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ جامعہ فریدیہ میں طلبہ سے بیان کیا۔ جس میں اکابر کی اس کاز سے محبت و وابستگی کو موضوع سخن بنایا اور اس بات پر زور دیا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ رب کریم ہمیں اس حق کو ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور مرزائیت کا تعاقب ہمارا مشن ہے

شبان ختم نبوت کے ماہانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی‘ حضرت مولانا نور محمد ہزاروی اور جناب عاصم اشتیاق نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا حفاظت اور مرزائیت کا تعاقب ہمارا اولین مشن ہے۔ اگر مرزائی چاند پر بھی چلے جائیں تو ہم ان کا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تعاقب کریں گے۔ کسی مرزائی‘ قادیانی کو فحاشی وعریانی کے رنگ میں تبلیغ نہیں کرنے دیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ یہ اساس ختم ہوجائے گی تو دین کی عمارت منہدم ہوجائے گی۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر آپ اپنے محلے میں کسی

قادیانی کو فحاشی وعریانی کے رنگ میں تبلیغ کرتا دیکھیں تو ہمیں فوراً اطلاع دیں۔ ہم ان کا قانونی نوٹس لیں گے۔ انہوں نے نوجوانوں کو متنبہ کیا کہ استاذ‘ والدین کے ادب کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کا ادب بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ علماء کی توہین کرنے والے اپنے انجام کو سامنے رکھیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے خطاب میں موجودہ علماء سے اپیل کی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی وراثت کا مقصد صرف ادب واحترام ہی نہیں۔ بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر باطل فتنہ کا تعاقب اور نیکی کی اشاعت بھی علماء کی ذمہ داری ہے۔ حضرت طوفانی نے علماء سے اپیل کی اس پرفتن دور میں علماء کو اپنی ان ذمہ داریوں کی طرف بھی بھرپور توجہ دینی ہوگی۔ نئی نسل میں فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کے لئے دنیا بھر کی کافر لابیاں اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہیں۔ علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے خطاب میں موجودہ دور کی بے راہ روی کے پردہ کو چاک کریں اور نئی نسل کو گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرنے سے بچائیں۔ ورنہ قیامت کے دن ہم علماء سے ہر مسلم نوجوان کی تباہی اور اس فتنہ کی روک تھام کے حوالہ سے سوال کیا جائے گا۔ اجلاس میں تقریباً دوسوسے زائد نوجوانوں نے شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے زیر اہتمام ایک انعامی تقریری مقابلہ کا انعقاد 7 مئی کو بعد نماز عشاء جامع مسجد نوری محلہ کیارہ صاحب ننکانہ میں منعقد ہوا۔ تقریری مقابلہ کا عنوان مڈل اسکول کے لئے تحفظ ختم نبوت اور ہائی سکول کے لئے تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں تھا۔ اس تقریری مقابلہ میں شہر بھر کے دینی مدارس اور اسکول کی کثیر تعداد میں طلبہ نے حصہ لیا۔ طلبہ نے تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے قادیانیوں کے عقائد کا پردہ چاک کیا۔ طلباء نے تحفظ ختم نبوت سے لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے قادیانیت کا بہترین طریقے سے پوسٹ مارٹم کیا۔ اس پروگرام کی صدارت جناب حاجی عبدالحمید رحمانی امیر مجلس ننکانہ‘ مہمان خصوصی جناب حاجی محمد شفیق سابق کونسلر ننکانہ اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد متین خالد صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ نے ادا کئے۔ اس تقریری مقابلہ کے منصف کے فرائض پروفیسر جناب شبیر احمد‘ جناب محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ‘ حضرت مولانا قاری سیف علی نے ادا کئے۔ منصفین کے متفقہ فیصلہ کے مطابق حصہ مڈل سے تجمل حسین گورنمنٹ گورونانک ہائی اسکول ننکانہ اول‘ علی ریاض پاک گیریژن کیڈٹ ہائی اسکول ننکانہ دوم‘ محمد راحیل اکبر مدرسہ امینیہ مسجد شیخاں ننکانہ سوم قرار پائے۔ جبکہ حصہ ہائی میں حافظ ضیاء اللہ صدیقی گورنمنٹ ہائی اسکول گورونانک اول‘ محمد حسنین نواز گورنمنٹ ایم سی ہائی اسکول ننکانہ دوم‘ اور حوصلہ افزائی کے انعامات محمد زبیر قمر الفلاح کیڈٹ اسکول ننکانہ اور راشد الحق مدرسہ ختم نبوت ہاؤسنگ کالونی ننکانہ صاحب کو دیئے۔ اس مقابلہ میں اول آنے والے کو پانچ سو روپے۔ دوم کو تین سو روپے۔ اور سوم کو دوسو روپے معہ شیلڈ مجلس قیمتی خوبصورت سند اور کتابوں کا تحفہ دیا گیا۔ تقسیم انعامات کے بعد سامعین سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد متین خالد نے قادیانیوں کی منفی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں پر زور دیا کہ

وہ ان پر نظر رکھیں اور ان کا ہر میدان میں تعاقب جاری رکھیں۔ آخر میں امریکا کی طرف سے گوانتانا موبے میں بے گناہ مسلمان قیدیوں کو ذہنی اذیت دینے کے لئے قرآن مجید کی توہین کرنے پر پرزور الفاظ میں مذمت کی گئی اور قرارداد منظور کی گئی کہ اس واقعہ کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف فوری کاروائی کی جائے اور حکومت پاکستان اس واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔

قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے رہنماؤں جناب عبداللطیف شیخ' جناب عبدالسمیع شیخ' انجینئر جناب جاوید احمد' جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن' جناب حکیم عبدالواحد' جناب غلام قادر' جناب محمد شہید اور جناب جمیل احمد نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مسلمان قادیانی مصنوعات بالخصوص شیزان کا مکمل بائیکاٹ کر کے دینی غیرت کا ثبوت دیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کا اقرار نہ کرے۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ! قادیانیت کا تعاقب اس وقت تک جاری رہے گا جب کہ فتنہ قادیانیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہو جاتا۔

مسافران آخرت!

❁...... حضرت مولانا محمد شریف احرار گزشتہ دنوں کھاریاں ضلع گجرات میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا مرحوم ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور دنیا پور میں مجلس کے مبلغ رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے منڈی بہاؤالدین کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے مرحوم کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا۔

❁...... جناب قاری محمد انور ناصر خطیب جامع مسجد چونڈہ اور جناب قاری محمد اشرف مدرس فیصل مسجد چونڈہ کی بھابھی گزشتہ دنوں فیصل آباد میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

❁...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میانوالی کے امیر حضرت مولانا عبدالحکیم فاروقی کے والد ماجد جناب صوفی عبدالکریم صاحب گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے حضرت مولانا عبدالستار حیدری مبلغ میانوالی نے ان کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا۔

❁...... حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی تایا زاد بہن' حضرت مولانا حافظ رشید احمدؒ کی صاحبزادی' حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی پوتی اور حضرت مولانا محمد سعید کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ماہ دل کا دورہ پڑنے سے داغ مفارقت دے گئیں۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کیلئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

ادارہ لولاک تمام مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مسلمان بچوں کیلئے...... جسے بڑی عمر کے مرزائی شوق سے پڑھ سکتے ہیں

دونوں ذریعے حرام

اشتیاق احمد

مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی کلمۃ الفصل کے صفحہ 169، 170 پر لکھتا ہے:

''مسلمانوں سے ہماری نمازیں الگ رکھی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا کرنا ہے اور دنیوی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔''

آپ اس پیرے کو غور سے پڑھ لیں...... پھر پڑھ لیں...... یہ دونوں ذریعے مرزائیوں کے لئے بالکل حرام قرار دیئے گئے ہیں...... اب باقی کچھ نہیں رہ گیا...... لہٰذا اب جو مرزائی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرا کے حج کو گئے ہیں...... وہ وہاں حج تو کریں گے ہی مسلمانوں کے ساتھ مل کر...... باقی تمام کام بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ہی کریں گے...... نمازیں ان کے ساتھ مل کر ادا کریں گے...... طواف بھی ان کے ساتھ مل کر کریں گے...... سعی بھی ان کے ساتھ مل کر کریں گے...... کنکریاں بھی ان کے ساتھ مل کر ماریں گے...... غرض ہر کام مسلمانوں میں گھل مل کر کریں گے اور یہ سب وہ بالکل حرام کریں گے کیونکہ یہ ان کے لئے بالکل حرام قرار دیا جا چکا ہے۔ یقین نہیں تو کلمۃ الفصل نکال کر پڑھ لیں...... اور مرزا قادیانی کی کتابیں ملفوظات احمد اور تذکرہ مجموعہ الہامات بھی پڑھ کر دیکھ لیں اور اپنے بارے میں خود فیصلہ کر کے ہمیں بتا دیں...... وہ حرام کر رہے ہیں یا نہیں۔

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

کتاب کا نام	جلد	مصنف	قیمت
فتاویٰ ختم نبوت	جلد اول	مفتی سعید احمد جلالپوری	200/-
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنی	150/-
خلاصہ قادیانی مذہب		پروفیسر محمد الیاس برنی	75/-
خاتم النبیین		حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	70/-
تحفہ قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد چہارم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد ششم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	150/-
احتساب قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا لال حسین اختر	100/-
احتساب قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہارم	حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت جامیؒ، حضرت میرٹھیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ششم	قاضی سلیمان منصور پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہفتم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہشتم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد نہم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دہم	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری	125/-
احتساب قادیانیت	جلد یازدہم	جناب بابو پیر بخش	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دوازدہم	جناب بابو پیر بخش	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سیزدہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، علامہ شمس الحق افغانی	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہاردہم	علامہ نظام الدین بی اے	125/-
قومی تاریخی دستاویز		حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد اول	حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد دوم	حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
رئیس قادیان		حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری	100/-
سوانح مولانا تاج محمود		صاحبزادہ طارق محمود	80/-
رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام		مولانا عبد اللطیف مسعود	100/-

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/700، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1400

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

24 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

29 30 ستمبر 2005 بروز جمعرات جمعۃ المبارک بمقام مسلم کالونی چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوت
- حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت
- قادیانیت اور اسلام
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی

رد قادیانیت اور جہاد

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ خواجہ خواجگان
حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں 7 شعبان تا 25 شعبان منعقد ہوگا (انشاء اللہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

رابطہ
چناب نگر 04524-212611
ملتان 061 - 514122